

U0.345



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَانَ قَبْلَ الْإِنْسَاءِ وَوَقَّعِي بَعْدَ فَنَاءِ الْأَشْيَاءِ بِأَسَدِّ الْمَخْلُوقَاتِ بِغَايَةِ حِكْمَةٍ
 وَخَرَجَ الْمَلَكَاتِ لِنَهَايَةِ قُدْرَتِهِ وَالْقَبْلُوهُ عَلَى نَبِيٍّ وَجَنِيَّةٍ مُحَمَّدٍ ﷺ إِلَى أَحْسَنِ الْمَلَلِ
 الْهَادِي إِلَى آمَنٍ أَسْبَلِ الَّذِي هُوَ سَيِّدُ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ فَتَقَرُّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَ
 حُجَّةُ اللَّهِ عَلَى جَمِيعِ الْمَخْلُوقِينَ مِنْ أَهْلِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِينَ السُّبُوحِ عَلَى كَافَّةِ الْأَنَامِ
 لِلتَّوَكُّلِ وَتَبْلِيغِ الْأَحْكَامِ وَعَلَى إِلَهٍ الْكَرِيمِ سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ عَمِيَّةٍ عَلَى الَّذِي نَصَّبَهُ عَلَيْنَا لِرِشَادِ
 الْأَنَامِ وَهُدَايَةِ الْأَخْوَامِ وَالْعَوَامِ وَأَفَرَضَ طَاعَتَهُ عَلَى جَمِيعِ أَهْلِ الْإِيمَانِ فِي الْأَسْلَامِ
 أَمَّا بَعْدُ بِنْدُهُ شَرْمَنْدُ خَاكَسَرِجِ سَوَادِ امِيدِ وَارِغْفَرَتْ رَبُّ الْعِبَادِ سَيِّدِ
 أَمْدِ أَحْسَنِ بَنِي سَيِّدِ عَلَى حَسَنِ خَيْرِهَا اللَّهُمَّ خَيْرَ خَلْقٍ مُحَمَّدٌ ﷺ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ
 نَعْنِي يَا مَالِكِ حَبِيبِي يَا مَوْدِي خَيْرِ كِبَالَتِ فَتَقِيكَ كُلَّ عَالَمٍ عَالٍ جَانِبِ أَنْتَ يَا مَوْفِقِي
 حَقَائِقِ أَكَاوِشِ شَرِيعَتِ پناه سَيِّدِ مُحَمَّدٍ عَاسِ حَكِيمِ خَيْرِ فَضْلِ كَمَالِ اسْمِ مَقْبُولِ وَبِحَبْلِ كَمَالِ
 مِثْلِ آفَتَابِ تَابَانِ تِيرِ دُرْخْشَانِ وَشَرَحِ كَمُوحِ لَآلِ مَوَاصِلِ عِقَادَاتِ وَبِنَبِيَّةِ عَقْلِي
 أَوْ قَلْبِي حَقِيقَةِ سُلْطَانِي تَقْصِيفِ جَانِبِ عِلْمِي فَهَامِي حَاوِيِ الْفَرْغِ وَالْأَصُولِ طَامِعِ الْمَقُولِ

والتقول فضل الفضل الاعلام فقه الفقہاء الکرام بجر العلوم العقلیہ محیط الفنون الخلیہ
صاحب الملکات المملکیہ والقوة الربانیة القدسة فخر المحققین والمحققین مقتدای جہان مجتہد العصر
وللزمان العبد المکمل الکلام مولانا ومولی الکونین جناب سیّد صاحب سید حسین
لازلت شمس علی ایتہ ساطعة والنوار قمار فاضلة بلا منعة سے استنباط کر کے زبان اردو
میں تم شکستہ رقم تختہ تحریر کرے تا موجب صلاح حال برادران ایمانی اور باعث مقصود
عبادات دوستان و عافی کا ہوا اور سبب عفو قصود اس بندہ معترف قصود کے
واسطے ہوا اور اس حالہ مختصرہ کو کہ سہمی بہ تحفۃ العارفین سے ایک مقدمہ اور
کئی فصل اور خاتمہ پر مرتب کیا مقدمہ معرفت الہیہ میں ہے کہ یہ قول معرفت
دینیہ یقینیہ ہے جیسا کہ جناب امیر المؤمنین فرماتے ہیں اَوَّلُ الدِّينِ مَعْرِفَةُ نَفْسٍ بِوَشِيدِهِ
نفس ہے کہ اول خداوند عالم کا پہچانتا ہر بالغ اور عاقل پر واجب ہے اور مرد و پچانو
سے اسکی کتب و اب کا دریافت کرنا نہیں کہ اُس میں عقل بشر عاجز اور قاصر ہے
لیکن اُسکی صفات ثبوتیہ اور سلبیہ کا پہچانتا لازم ہے کہ انہیں سے خداوند عالم پہچانا
جاتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب بیان النجا بالتفصیل ہو گا اور معلوم ہو کہ اصول دین
میں تقلید کرنا اور غیر کے قول کو قبول کرنا بدون تحقیق حق و باطل اور بدون طلب حقائق
دلائل کے درست نہیں ہے جب تک پیش خود مذاہب مختلفہ سے ایک مذہب کی
حقیقت بدیل برہان ثابت نہ کرے مبادا غیر کے کہنے سے مذہب باطل کو حق سمجھ کر
اختیار کر لے اور روز جزا پیش خدا کوئی دلیل قوی اُسکے پاس نہ ہو اور عذاب الیمین
بتلا ہو گا پس سچا کہ ان منازل و مراحل سے غافل نہ ہو اور اپنے انجام کار کو
خوب سمجھ کے ایمان کمال استقامت اور استواری سے حاصل کرے تاکہ رفیع بائیں
اپنے کئے کی ندامت اور پشیمانی حاصل نہ ہو غرض اس کلام سے یہ ہے کہ پہچانتا ہستی
خداوند عالم کا اور اسکی علم و قدرت اور عدالت کا بدیل عقلی لازم نہ ہو اس لئے

کہ دلیل عقلی آیات اور روایات میں مختصر ہو اور یہ ثبوت نبوت پر موقوف ہو
 اور ثبوت نبوت ثبوت خالق پر پس اثبات خالق میں بجز دلیل عقلی کچھ اور کچھ مستند
 نہیں ہو سکتا لیکن بعد اثبات نبوت انبیاء کے جو کچھ کہ ان سے حاصل ہوئی ہیں دلیل
 عقلی کی حاجت نہیں ہے لیکن حضرت جناب قدس الہی اور پچھانے حضرت بات پائی
 کی مذہب معترف اہل اسلام ایک مذہب توحید و وحدانیت پر مبنی ہے کہ حدیث نبوی ثابت ہے
 سَمِعْنَا مِنْكُمْ اُمَّتِي عَلَى ثَلَاثَةٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً كُلُّهُمْ فِي تَارِكٍ وَاحِدَةٍ یعنی
 بیست و تین فرقہ جناب خبر صادق نے فرمایا کہ عنقریب میری امت کے تہتر فرقے
 ہو جائیں گے اور وہ سب باری ہوں مگر ایک فرقہ اسی میں ناجی ہے چنانچہ بعد وفات اس
 سرور کائنات کے تہتر فرقے متفرق ہو گئے لیکن ان میں ایک نے قے کا ناجی ہونا بلاشبہ واجب رہا
 لازم ہے بمقادیر اس حدیث کے کہ فریقین میں بالاتفاق صحیح ہے اِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ الثَّلَاثِينَ
 كِتَابُ اللَّهِ وَعَرَفْتِي مَا اِنْ تَمَسَّكَتُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ بَعْدَ وَاتِّمَامِ الْبَقِيَّةِ فَاتِّمَامُ الْخَوْبِ
 یعنی جناب بات پناہ نے فرمایا اے گروہ خلق بدرستیکہ میں تم میں چھوڑے جاؤں ہوں
 چیرن بزرگ ایک کلام اللہ اور دوسرا ہدایت گیر کہ یہ دونو ایسی ہیں جس شخص کے اعلیٰ
 طرف رجوع کیے اور ان کے حکم پر عمل کرے مگر وہ نہو گا بعد پیر اور یہ نہو گا انہو نگے کہ حوض
 کو شریعت سے ملاقات کریں پس اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ وہ فرقہ ناجیہ
 با مسمیہ ثنائیہ ہے اور معلوم ہو کہ اصول دین میں دلیل ظنی کام نہیں آتی دلیل قطعی کا
 ہی پس چاہیکہ با دلیل عقلی کہ مقدمات اس کے یقینی صحیح ہوں اس پر بنا اپنے اعتقاد کی تعمیر
 یا اصول آیات اور روایات متواتر یا اجماع ضروری پر بنا اپنے اعتقاد کی تعمیر
 اگر دلیل عقلی اگر غیر متواتر کوئی اسکی دلیل عقلی کی مؤید ہو جائے تو کچھ حرج نہیں بلکہ بہتر ہی
فصل پہلی اثبات خالق عالم میں اسکی صفات ثبوتیہ اور سلطانیہ میں ہے
 اور اس میں میں مطلب ہیں پہلا مطلب اثبات وجود میں ہر کوئی

جس کا گوشت اور پوست سردی اور گرمی ہوا کا تحمل ہوا اور اسکی آنکھیں خوب بینائی
 دیکھنے کی تاب ہوتی تو جناب اس الہی کے الہام سے شکم مادر میں حرکت کر کے باہر آیا اور
 محتاج دھیری غذا کا سوا پس چاہی نے اپنی قدرت کاملہ سے اسی خون جس سے
 کہ رحم مادر میں اسکی غذا تھی تبدیل بشیر لطیف کیا کہ اسکی ٹانگی دونوں پستان مثل دو
 مشکیزہ کے ہیں جب چاہے پئے لیکن جسوقت کہ اسکے اعضا اور جوارح قوی ہوئے
 جناب اس الہی نے اسکو دندان تیز عطا کئے کہ غذائے سخت کو چپا کے بخوبی کھا
 پس اسی طرح اسکو تدریج جوانی اور بلوغ تک پہنچایا پس اگر مرد ہے تو اسکو موی پٹر
 عنایت کئے کہ بچہ جب اسکی عزت اور وقار کا ہے اور اگر عورت ہے تو اسکے ہر کویا لون
 صاف کر کے بحسن و جمال مرتین کیا تا مرد و ن کو اس سے رغبت حاصل ہو اور باعث
 بقای نسل ہو اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ روح ایک جو بہر
 ہے کہ اسکے دریافت حقیقت میں عقلا اور علما عاجز ہیں اور تحقیق کنند اسکی سے تخیر
 ہیں ہر چند کہ اس میں فکر و عقد بہت کیا لیکن کچھ اسکی حقیقت کو نہیں پہنچتے اور بعض علما
 فرماتے ہیں کہ مراد حدیث میں بھگت نفسہ فقک کھت دبتہ سے یہ ہے
 کہ جب انسان اپنی نفس کے پہچاننے سے عاجز ہو پس کہو کہ اپنی خالق کی کنہ ذات
 کے پہچاننے سے عاجز نہ ہو بعض علما فرماتے ہیں کہ مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ
 جسوقت آدمی اپنے نفس کو پہچانتا ہے کہ میری بعض اعضا اور جوارح پیدا کئے ہوئے خالق
 مدبر کے ہیں البتہ وہ اپنے خدا کو پہچانتا ہے اور تفسیر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام
 میں منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق سے عرض کیا یا بن
 رسول اللہ مجھے رہنمائی کیجئے کہ خدا کون ہے کہ مجھ کو مجا د لون سخت حیرت میں
 ڈال رہے حضرت فرمایا اے بندہ خدا تو کبھی کبھی کشتی پر سوار ہوا ہے اس نے
 عرض کیا البتہ ہر حضرت فرمایا یا کبھی ایسا اتفاق ہوا کہ تیری کشتی اٹھا

نہیں پیدا کیا جسے آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ کہ ان کے درمیان ہیں جسے عبت
 چوتھا امر صلح کے سلسلہ میں ہے پس پوشیدہ نہ ہے کہ خداوند عالم حکیم اور دانہ ہے جو
 کچھ کہ اپنے بندوں کے لئے اصلاح اور بہتری کرتا ہے جیسا کہ محمد بن یعقوب کلینی نے
 حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب کے ستا آب صلی اللہ علیہ وآلہ
 نے فرمایا کہ جناب قدس الہی فرماتا ہے کہ میرے مومن بند و زمین بعض مذہب ہیں کہ میں
 ان کے امور کو اصلاح پر نہیں لاتا مگر فراموشی روزی اور صحت بدن پس میں ان کو وصحت
 اور صحت بدن عطا کرتا ہوں اور بعضے بندے ایسے ہیں کہ ان کے امور اصلاح پر نہیں آتے
 بدون فاقہ اور بیماری کے پس میں ان کو فاقہ اور بیماری میں مبتلا کرتا ہوں تاکہ ان کو اصلاح
 آئیں تحقیق کہ میرے مومن بند و زمین بعض بندے ہیں کہ میری عبادت میں خوش کرتے
 ہیں اور اپنے خواب شیرین کو ترک کر کے آخر شب میری عبادت میں مشغول اور تہجد اٹھاتے
 ہیں پس میں کسی شب زراہ ترحم او نہر خواب کو غالب کر دیتا ہوں اور وہ سو جا بہن
 صبح ہوتی ہے وہ اپنے نفس کو نغریں اور ملامت کرتے ہیں پس اگر میں ایک شب اپنے خواب
 کو غلبہ دیتا اور وہ سچو میری عبادت کے لئے اٹھتے تو یہ موجب ان کے غرور کا ہونا پس
 سبب ان کی ہلاکت کا ہو جاتا پھر حضرت فرماتے ہیں کہ جناب قدس الہی نے حضرت موسیٰ
 سے فرمایا کہ اے موسیٰ بن عمران میں نے اپنے مومن بند و زمین کو کئی بندہ دوست نہیں پیدا
 کیا کہ ان کو بلا میں مبتلا نہ کیا ہو لیکن جو کہ اسکے لئے اصلاح اور بہتر ہے کرتا ہوں پس چاہی
 کہ میرا بندہ مصیبت اور بلا پر مہر کرے اور میں اس کی بلا کو دفع کروں اور وہ میری خوشنما
 شکر کرے اور میری قضاء پر راضی رہے تا میں اس کو حلیہ صدیقیوں کے ہوں پس جناب اللہ خدا
 فرماتے ہیں کہ مجھ کو اس مسلمان سے تعجب کہ خدا کی قضاء پر راضی نہیں ہوتا اور نہیں سمجھتا کہ
 خداوند عالم جو کچھ کہ اسکے لئے کرتا ہے وہی اسکے لئے بہتر ہوگا اگرچہ اس کو مقراض سے ریزہ
 ریزہ کر دے وہی اسکے لئے بہتر ہوگا اور اگر مغرب مشرق کا بادشاہ کر دے وہی اسکے

لئے بہتر ہو گا لیکن مراد صلح سے بحسب حکمت اور مصلحت کے ہے نہ ظاہر میں کہ اکثر
ایک چیز ظاہر میں خوب معلوم ہوتی ہے اور حقیقت میں نزدیک خدا کے بری بات
خلاف مصلحت ہے یا حقیقت میں خوب ہے اور اسکا ظاہر برا ہے جیسا کہ حقتعالیٰ فرماتا
عَسَىٰ اَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ اَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ
شَرٌّ لَّكُمْ ^{یعنی} بعد نہیں کہ کہراہت رکھو تم کسی چیز سے حال آنکہ وہ چیز تمھارے لئے
بہتر ہے اور بعد نہیں کہ دوست رکھو تم کسی چیز کو حال آنکہ وہ شے بری ہے واسطے
تمھارے پس خدای عزوجل ہر چیز کے ظاہر اور باطن و نوسے خواگاہ اور مطلع ہے جو
لئے جو کچھ کہ اصلح اور بہتر ہے کرتا ہے لیکن کبھی مصلحت تبدیل ہو جاتی ہے بسبب علما
اور صدقات اور اعمال خیر کے جیسا کہ قرآن مجید میں حقتعالیٰ فرماتا ہے —
اَدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَّكُمْ ^{یعنی} دعا کرو مجھ سے تا میں قبول کروں اور حدیث
قدسی میں وارد ہے کہ جناب باری فرماتا ہے کہ تم مجھ سے سوال کرو تا میں
تمھاری مہمات کی کفالت کروں اور راہ نیک ہدایت کروں اور جناب الامین
علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دعا مومن کی سپر ہے ہر آفت سے اور جناب سید العلماء
فرماتے ہیں کہ حقتعالیٰ فرماتا ہے کہ دعا کرو مجھ سے کہ قبول کروں واسطے تمھارے
اور اکثر اثر استجاب اور قبول ظاہر نہیں ہوتا پس اس جہت سے بعض لوگوں کے
دل میں شبہ گزرتا ہے کہ حقتعالیٰ کس طرح اپنے فرمانے کے خلاف کرتا ہے پس اس
وضو اس شبہ کے جاننا چاہئے کہ دعا قبول نہونے کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں ایک
یہ ہے جو کہ دعا کی شرطیں ہیں اس طریق سے دعا نہ کی ہو جیسا کہ خداوند عالم
فرماتا ہے اَدْعُوْا لِعِمْدٍیْ اَوْفِ بِعَهْدِکُمْ ^{یعنی} وفا کرو میری شرط پھر
میں وفا کروں اپنے عہد پر چنانچہ منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر
صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ قرآن مجید میں دو آیه ہیں کہ مِیْنٰن کا اثر

نہیں دیکھا حضرت نے فرمایا وہ کون سی آیتیں ہیں اس نے عرض کی ایک یہ ہے
 کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اَدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ یعنی تم مجھ سے دعا کرو تا میں
 قبول کروں اس لئے میں دعا کرتا ہوں اور خدا اسکو قبول نہیں فرماتا حضرت نے فرمایا
 آیا تو گمان کرتا ہے کہ خدا خلف وعدہ کر گیا اس نے عرض کی یہ نہیں کہہ سکتا حضرت
 نے فرمایا جو وقت کہ خدا خلف وعدہ نہیں کرتا تو دعا کیوں نہیں قبول ہوتی اس نے
 عرض کی میں نہیں جانتا حضرت نے فرمایا کہ سبب کیا یہ ہے جو وقت کہ بندہ خدا کے احکام
 اور فرمانبرداری کی ان چیزوں میں کہ اس نے حکم فرمایا ہے اور بعد اسکے جو کہ طریقہ دعا کے
 مانگنے کا ہے اس طریق سے مانگے البتہ قبول ہوگی اوسنے عرض کی کہ وہ طریقہ کیا ہے
 حضرت نے فرمایا کہ اول خدا کی حمد اور ستائش کرے اور بعد اسکے محمد اور ان کے آل پر
 صلوات بھیجے اور بعد اسکے اپنے گناہوں کو توبہ کرے البتہ دعا اسکی قبول ہوگی پھر حضرت
 نے فرمایا کہ دوسرا یہ کوں سا ہے اوسنے عرض کی کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا
 اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ یعنی جو چیز کہ تم راہِ خدا میں دیتے ہو میں دیکھا
 خدا عوض اسکا تم کو اسنے عرض کی کہ ہر آئینہ میں دیتا ہوں اور عوض اسکا نہیں پاتا
 حضرت نے فرمایا آیا تو گمان کرتا ہے کہ حق تعالیٰ خلف وعدہ کر گیا اس نے عرض کی
 یہ نہیں پس حضرت نے فرمایا جو وقت کہ کوئی شخص جو حلال سے مال پیدا کرے اور
 اسکو راہِ خدا میں صرف کرے البتہ جنابِ باری اسکا عوض دیکھا دوسرے یہ ہے
 اگر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ علمِ الہی میں اجابت اسکی موجب بندے کے فساد کا ہے
 اور کبھی یہ کہ جو بندہ حواقبِ امور سے آگاہ نہیں ہے اس لئے جنابِ حق تعالیٰ سے
 استدعا کرتا ہے اور حال یہ ہے کہ اس میں اس کے لئے کچھ مفیدہ ہے اور چونکہ جنابِ باری
 بندوں کے اور اس چیز کے حال سے آگاہ اور مطلع ہے اسکی حاجت روا نہیں کرتا
 اور کبھی باعثِ تاخیرِ اجابت کے ہوتی ہے زیادتی اسکی صلاح اور پرہیزگاری کی

یعنی جو وقت کہ جنابِ قدس الہی اپنے بندے کو دوست رکھتا ہے تو کبھی چاہتا ہے کہ اسکی آواز مناجات کو زیادہ سنے چنانچہ جابر بن عبد اللہ انصاری سے مروی ہے کہ جنابِ سالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کلام فرمایا جسکا حاصل سنون یہ ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جنابِ ربی نے دوست خدا کسی امر کی دعا کرتا ہے اسوقت حق سبحانہ تعالیٰ جبریل سے فرماتا ہے کہ اسکی حاجت کو رو کر لیکن تاخیر تحقیق کہ مجھکو کچھ خوش آتا ہے کہ اپنے بندے کی زیادہ آواز سنوں اور کبھی دشمن خدا دعا کرتا ہے پس حق تعالیٰ جبریل سے فرماتا ہے کہ اسکی حاجت کو جلد رو کر کہ مجھکو اسکی آواز خوش نہیں آتی اور اسی طرح اور بھی سبب ہیں کہ بیان انکجا باعث طول کا ہے اور بعضی حدیث میں وارد ہے کہ تین شخصوں کی دعا مستجاب نہیں ہوتی ایک وہ شخص ہے کہ اسکو خدا نے کریم روزی عنایت کرے اور وہ اسکو بیہودہ صرف کرے پھر خدا سے روزی مانگے تو اسکے جواب میں خداوند عالم فرماتا ہے آیا میں نے تجھکو رزق نہ دیا تھا دوسرا وہ شخص ہے کہ اپنے عورت پر ظلم کرے اور اسکے لئے بد دعا کرے تو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو کیوں نہیں اسکو طلاق دیتا تیسرا وہ شخص ہے کہ بابِ سحی بند کر کے خانہ نشین ہو اور روزی کی تلاش نہ کرے اور خدا سے روزی مانگے پس حق تعالیٰ فرماتا ہے آیا میں نے تجھ کو مائتہ اوڑنیوں نہیں دئے کہ تو ان سے روزی پیدا کرتا یا پھر جوان امر مسئلہ آلام اور عوارض کے بیان میں ہے پس بوجہ شدید، نہ ہے کہ ہیز اردو نیا جائے رنج و بلا ہے اور اس درفانی کی زندگانی انواع مصیبتوں و مانی اور جسمانی کے ساتھ پہلے درجہ کچھ کہ اسکی راحت ہے وہ بھی رنج و الم سے خالی نہیں ہے اور پھر دنیا کے رنج و الم نیک و بد دونوں کے لئے ہوتے ہیں پس سبب مستحق اور غیر مستحق کی تخصیص نہیں ہے لیکن تو تم نہ ہو کہ پھر موارسکے عدل اور انصاف کے منافی ہیں اسلئے کہ بعض رنج خدا کی طرف سے ہوتے ہیں اور وہ حقیقت میں عدل اور حکمت کے

خلاف نہیں اور بعض رنج مخلوقات جلو میں آتے ہیں پس وہ فعل خدا نہیں
 خدا اپنے راضی نہیں بلکہ ان کے تدارک کا حکم فرماتا ہے اور ہر ایک ظالم کو سزا دیتا ہے
 دنیا میں یا آخرت میں اور جو کہ رنج خدا کی طرف سے ہوتا ہے اسکو جاننا چاہیے
 کہ رنج کی دو قسمیں ہیں ایک حسن و سہر قبیح اور جناب باری سے قبیح صادر
 نہیں ہوتا پس جو کہ رنج اصل اور بہتر ہے حق تعالیٰ کی طرف سے اسکا ہونا
 کچھ عیب نہیں بلکہ مستحسن ہے جیسا کہ اکثر احادیث معتبرہ میں وارد ہے کہ حضرت
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ جناب قدس الہی فرماتا ہے جو شخص کہ
 تین روز بیمار رہے اور کسی سے شکایت نہ کرے تو میں اسکو گناہوں سے پاک
 کر دوں گا اور اگر بارہ روز لنگھا تو اپنی رحمت میں داخل کر دوں گا اور حدیث صحیحہ میں
 حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وآلہ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف بلند کر کے بسم کیا اصحابوں
 نے اسکی وجہ پوچھی حضرت نے فرمایا کہ میں دو فرشتوں سے تعجب کیا کہ وہ ایک
 بندہ مومن صالح کی جائے نماز پر آئے اور اسکو نہ کھیا کہ اسکے عمل کو لکھتے اور
 آسمان پر جا کے پروردگار عالم سے عرض کی کہ ہم نے بندہ کو جاننا زیہ
 نہیں پایا کہ بیماری میں مبتلا ہے اسوقت جناب باری نے فرمایا جب تک کہ وہ
 بیمار ہے اسکے لئے وہی لکھو جو کہ افعال حالت صحیحہ میں کرتا تھا اور حدیث معتبرہ
 وارد ہے کہ جناب سالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ جو وقت مومن پر
 ضعف پیری غالب ہوتا ہے جناب باری فرشتوں سے فرماتا ہے کہ اسکے لئے
 وہی لکھو جو کچھ اعمال خیر جو ان کی قوت سے کرتا تھا اور اسی طرح حق تعالیٰ ایک
 فرشتے کو مقرر فرماتا ہے کہ مومن بیمار کے لئے لکھے جو کہ کار نیکیاں حالت صحت میں
 کرتا تھا اور صحیح محمد بن یعقوب کلینی نے بسند خود حضرت امام محمد باقر سے

نقل کی ہے کہ ایک روز افنا و راہ میں بنی اسرائیل کے کسی پیغمبر نے ایک مردے کو دیکھا
 کہ دیوارِ قتادہ کے نیچے دبا ہوا پڑا ہوا اور کچھ بدن اُسکا دیوار کے اندر ہوا اور کچھ
 اور درندے اور پرندے اُسکے بدن کا گوشت لے گئے ہیں اور بچہ اسکے ایک اور مرد کو
 دیکھا کہ اُسکو کفنِ حریر اور دیبا کا پہنا کے ایک تخت پر لٹایا ہے اور گرد اُسکے انگلیٹھیاں
 خوشبو کی روشن ہیں اُسوقت بنی اسرائیل کے پیغمبر نے دنگاہ جناب کبریا میں عرض
 کیا کہ خداوند امین گواہی دیتا ہوں کہ تو احکم الحاکمین اور عادل ہے لیکن بندہ کا دل
 نے کبھی تیری عبادت میں کسی کو شریک نہ کیا تھا اور ہمیشہ تیری وحدانیت کا اقرار
 کرتا رہا باوجود اسکے کہ اس دولت و خواری سے پڑا ہے اور یہ دوسرا بندہ بھی تیرا
 ایمان نہ لایا تھا اور اسکے جسدِ پلید کو اس نے بے زینت سے آراستہ اور مزین کیا
 ہے اُن کے جواب میں تدائے جلشانہ نے فرمایا کہ اے بندے میرے تونے جو کچھ کہہا
 فی الحقیقت ویسا ہی ہو نہیں اور کسی کو میری عدالت اور حکمت میں غل نہیں ہے
 لیکن جو کہ تونے میرے پہلے بندے کو دیکھا ہے اُس سے ایک گناہ ہوا تھا اسلئے
 میں نے اُسکو اس دولت سے مارا ہے تا اُسکے گناہ کا تقارہ ہو جاوے اور جو کہ تونے اس
 دوسرے بندے کو دیکھا ہے اس سے تمام عمر میں ایک حسنہ ہوا تھا اسلئے میں نے اُس کو
 ساتھ عزت کے مارا ہے تا اُس حسنہ کا عوض دُنیا ہی میں ہو جاوے اور میرے پاس کچھ
 کوئی حسنہ باقی نہ رہے لیکن جو رنج و الم کہ بدون قصور و تقصیر واقع ہوتے ہیں پس
 یہ نہ و حال سے خالی نہیں یا آخرت میں اُسکا عوض ملیگا یا دُنیا میں اُسکے حق میں
 بہتر ہوگا مثل مرضِ طفلِ صغیر کے کہ باعث اُنکے والدین کی تنبیہ کا ہے کہ گناہوں سے
 توبہ کریں پس جو رنج کہ حقیقتاً الٰہی کی طرف سے بندوں کے لئے ہوتے ہیں بدون قصور
 اور تقصیر کے وہ باعث اُنکے ثوابِ جزیل و رحمتِ جلیل کے ہیں اگر بندے اُن سے
 آگاہ ہوں تو البتہ خوشی سے اپنے حال کو قضا الٰہی پر چھوڑ دیں اور تقصیر حضرت

امام حسن عسکریؑ بن حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے کہ مومن کی جنتک موت نہیں آتی اور وہ ملک الموت کو نہیں دیکھتا تو ہمیشہ اپنے انجام کار سے اور ترسان ہوتا ہے کہ دیکھو بعد مرگ کے کیا ہوتا ہے آیا خدا مجھ سے راضی ہے کہ نہی بس جو وقت کہ بیمار ہوتا ہے اور حال بیماری میں اسکی قبض روح کو ملک الموت آتا ہے تو اسکو دیکھ کر مضطرب ہو جاتا ہے کہ افسوس اپنے اموال اور عیال سے مفارقت کی اور دل کی آرزوئیں منقطع ہوئیں اور ملک الموت اس سے پوچھتا ہے کہ تو کس لئے بخیر ہو وہ کہتا ہے کہ مجھ کو تمھارے آنے سے کمال پریشانی ہوئی جو کہ میری دل میں تمنا تھی وہ دل ہی میں گئی ملک الموت کہتا ہے آیا کوئی عاقل اس سے غلگین ہوتا ہے کہ دنیا کی عوض میں دس لاکھ شرف دنیا کی پائے بیمار کہتا ہے نہیں اس وقت ملک الموت کہتا ہے کہ تو اوپر دیکھ پس وہ بہشت کے درجوں اور قصروں کو دیکھ کر دنیا کی محبت کو بھول جاتا ہے پھر ملک الموت کہتا ہے کہ نعمتیں تیرے لئے ہیں اور جو کہ تیری اولاد میں صالح اور پرہیزگار ہیں وہ بھی یہاں تیرے پاس ٹینگے آیا تو اسپر راضی نہیں بیمار کہتا ہے بخدا میں راضی ہوں پھر ملک الموت کہتا ہے کہ تو پہر اوپر دیکھ اور وہ اعلیٰ علیین میں جناب ہول خدا اور آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کو دیکھتا ہے ملک الموت اس سے پوچھتا ہے کہ آیا تو ان بزرگوں کو دیکھتا ہے کہ یہ سب تیرے آقا اور پیشوا ہیں درجہ ان کی بہشتی باعث تیرے انس کا ہے آیا تو دنیا کی عوض انس راضی ہی بیمار کہتا ہے کہ مجھ کو قسم ہے اپنے پروردگار کی میں راضی ہوں پس اس وقت ملک الموت اسکی روح کو قبض کر لیتا ہے اور حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ فرزند کے مرنے کا ثواب بہشت ہے خواہ صبر کرے خواہ نہ کرے اور جو فوت کہ اس کے لگے ایک فرزند فوت ہو وہ ستر فرزندوں سے بہتر ہے کہ بعد اسکے زندہ رہیں اور راہ خدا میں جہاد کریں اور جناب سول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ بہشت

عرض کی کہ شکر ہے اس کا کہ ہم کو آپ کی نصرت میں قتل سے مشرف فرمائے اور جب کہ
 حضرت نے انکی صدفِ نیت بھی کہ بہ راہِ حق میں ہرگز اپنی جان سے دریغ نہ کیے
 جانا کہ یہ اپنے مذاہجِ خالیکہ کو بھین پس اُنکے لئے دعا کر کے فرمایا کہ تم سب سمان کی طرف
 دیکھو اور غم نہ کرو بہشت میں اپنے درجے دیکھو اور حضرت ہر ایک کو اُسکا درجہ بتلائی
 تھے اور وقتِ جنگ کے وہ سب سینہ سپر ہو گئے اور اعدائے نیرہ اور شیریں کھانے
 لگے تاکہ جلد بہشت میں اپنے درجوں کو پہنچیں پس اگر کوئی شخص نظرِ تال سے دیکھے نہ
 کھلے کہ حیات و رماتِ خدا کے قبضہ قدرت میں ہے جسکے لئے جو کچھ کھلی صحت
 جانتا ہے کرتا ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے لَا يَسْأَلُ عَمَّا كَفُلَّ وَهُمْ يُمْسِكُون
 یعنی کوئی اس پر حکم نہیں ہے کہ اُس سے پرسش کئے بلکہ سب اسکی تحت حکومت میں
 ہیں جسے چاہے پرسش اور مواخذہ کیے لیکن انسان سے جو کہ رنج و قوع میں آتے ہیں
 وہ کئی صورتوں سے خالی نہیں چنانچہ ایک صورت یہ ہے کہ خداوندِ عالم کی اجازت
 سے رنج و قوع میں آوے اور وہ محض مباح ہو مثل فرج کرنے جو انسان واسطے
 گوشت کھانے کے یا واجب یا سنت جیسا کہ مقامِ تنہی میں جب کہ وروج میں ایک
 مقام ہے اور تمام شہر و زمین قربانی سنتِ موکدہ ہے لیکن بغضِ کفار اہلِ نہد و تہن
 کہ حیوانات بے گناہ کا فرج کرنا قبیح ہے پس یہ کلام انکا بیجا ہے اس لئے کہ یہ سنت
 میں قبیح ہو کہ انکو اسکا عوض نہ لے اور جو وقت کہ خداوندِ عالم نے ہمارے لئے فرج کرنے کا
 حکم فرمایا تو مقصد اسکا عدل کا یہ ہے کہ اُنکے لئے بھی اسکا عوض کچھ مقرر کیا ہو جیسا
 کہ بعضی روایتوں میں وارد ہے کہ حیواناتِ حلال جو کہ فرج کئے جائیں بہشت میں
 داخل ہونگے اور اگر خداوندِ عالم نے اُنکے فرج سے منع فرمایا ہو تا البتہ انکا فرج کرنا
 روا نہوتا اور جو کوئی اس صورت میں فرج کرنا ظالم ہوتا دوسری صورت یہ ہے کہ
 جو آدمی بغیر حکم اور اجازتِ خداوندِ عالم کے کسی ذبیحات کو رنج اور زیادہ دیوید خواہ

انسان ہو خواہ حیوان پس چاہئے کہ خدا مظلوم کی عوض ظالم سے انتقام جیسا کہ بیچ البلاغت میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ظلم کی تین قسمیں ہیں ایک شرک ہے کہ وہ لائق بخشش کے نہیں دوسرا یہ کہ ایک دوسرے کو ظلم کرے جیسا کہ مظلوم ارضی ہونے کا کہ اس سے رفاہی نہیں تیسرا یہ کہ اپنے نفس پر ظلم کرے یعنی خدائی معصیت کرے البتہ امین بخشش کی ہی پس چاہئے کہ اسکی درگاہ میں توبہ اور انابت کرے کہ وہ رحیم ہو اگر اپنے فضل و کرم سے عفو کرنے عجب بخشن اور معلوم ہو کہ معنے توبہ کے یہ ہیں کہ بندہ اپنی تقصیر و قصور پر نادم اور پشیمان ہو کے درگاہ جناب بابے میں رجوع کرے اور اپنے خدا سے غم صادق اور عہد واثق کرے کہ کبھی کوئی قصور نہ کرے گا اور جو کہ واجبات غفلت یا جہالت میں فوت کئے ہوں اگر نفاذی اور تدارک کی حاجت ہو انکو بجالاتے پس اگر قصور خدا کا کیا ہو اور اس میں حق بند بیکار شریک ہونے میں شراب و زنا وغیرہ شہور و احوال کے البتہ توبہ قبول ہوگی اور اسی طرح اگر گناہ کسی واجب کی ترک کا ہو مثل نماز عیدین کی کہ اسکی قضا نہ ہو تو ندامت اور پشیمانی کافی ہے لیکن اگر نماز بومیہ ترک کی ہو یا غسل و زکوٰۃ نہ کی ہو تو انکی قضا کر لے اور اگر روزہ ماہ رمضان کا نہ رکھا ہو بدون عذر شرعی کے اسکی بھی قضا کرے اور کفارہ بھی دے اور اگر کسی کا مال چھین لیا ہو یا کسی کا حق نہ دیا ہو پس اگر مالک موجود ہو حوالے کر دے اور اگر زندہ نہ ہو اسکے ورثہ کو پہنچا دے والا ان سے بخشو اور اگر کسی کی چیز چوری پائی ہو پس اگر مالک کو جانتا ہو حوالے کر دے اور اگر صرف ہو گئی ہو اسے مصدق کرے اور اگر سکو را ضعی کر دے اور اگر مالک کو جانتا ہو تو مجمع مشاہد اور مساجد میں اُس کا ذکر کرے پس اگر مالک مل جائے اور اسکی نشانیاں اور پتے بتا دے اور ان نشانیاں حق سکھانا بت ہو حوالے کر دے والا بعد ایک سال کے اس مال کو ادا کیلئے صدق کر دے اگر ایک ہم سے زیادہ ہو کہ درہم بیان کے حساب قریباً سو

کہ مسئلہ اجل کا بھی بیان ہو کہ اگر سب کو کثر لوگوں کو تو ہم ہوتا ہے کہ حقیقی فرماتا ہے
 اِذَا جَاءَ اَجَلُكُمْ لَا يَسْتَاخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ یعنی
 جس وقت کہ اجل آئیگی ایک ساعت بھی تاخیر اور تقدیم نہیں کر سکتی اور اس آیت
 تعین وقت اجل کا مفہوم ہوا پس اگر موت قبول کی وقت قتل قاتل کے مقدر تھی خواہ
 قاتل سکو قتل کرنا خواہ نکرتا زندگانی اسکی منقطع ہو گئی پس کس سے قاتل سے مواخذہ
 ہو گا اور اگر موت اسکی ہنوز مقدرتھی تو قتل اجل کے موت کا آنا اس آیت کے منافی
 ہوتا ہے اور اسکے جواب میں جناب سید العلماء دام ظلہ حدیقہ سلطانی میں فرماتے
 ہیں کہ اکثر احادیث ائمہ معصومین علیہم السلام سے اور اقوال علماء دین سے ظاہر
 ہوتا ہے کہ اجل کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ اسیقینیم اور تاخیر نہیں ہوتی دوسرے
 یہ کہ اسیقینیم اور تاخیر مقصور ہے جیسا کہ تفسیر عیاشی میں مصدق بن صدقہ نے
 حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ ان حضرت نے تفسیر آیہ دُشَمْرَ
 قُصُوْا اَجَلًا وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَکَ میں فرمایا کہ اجل غیر مسمیٰ میں
 تقدیم اور تاخیر ہو سکتی ہے اور اجل مسمیٰ وہ ہے کہ جناب قدس الہی شہر
 میں خبر دیتا ہے اور حکم کرتا ہے ساتھ ان لوگوں کے جس قدر کہ اس سال میں مریں گے اور
 روایت حران میں ہے کہ قول خدا اِذَا جَاءَ اَجَلُکُمْ میں یہی اجل مراد ہے اور
 بعضی روایت سے مستفاد ہوتا ہے کہ آیہ کریمہ ثُمَّ قَضٰی اَجَلًا وَاَجَلٌ مُّسَمًّى میں پہلے
 اجل یعنی جلا وہ ہے کہ اسکی خبر ملا کہ اور انبیا کو اجل مسمیٰ ہوتی ہے اور دوسری اجل یعنی
 اَجَلٌ مُّسَمًّى وہ ہے کہ حقیقی نے اس اجل کو اپنی خلق سے پوشیدہ کیا ہے
 اور جناب غفران مآ علیہ الرحمہ و اعظم حسنیہ میں فرماتے ہیں کہ بعضی احادیث سے
 مستفاد ہوتا ہے کہ اجل مسمیٰ میں تقدیم اور تاخیر ہوتی ہے اور اجل محتوم وہ ہے کہ
 تقدیم اور تاخیر اسکو نہ ہو اور ظاہر ان احادیث سے وہ چیز ہے کہ علی بن علی بن ابیہم

پس چون شہید ہوئے کہ اکثر احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ طینت میں اختلاف ہے کہ بندہ نیک پیدا ہوتا ہے یا اور بد بھی جیسا کہ کافی ہیں حضرت امام زین العابدین سے منقول ہے کہ جب اقدس الہی نے اپنے پیغمبر کو علیین کی مٹی سے پیدا کیا کہ وہ ہیشت کا درجہ منتہا ہے پس اس سے نکلے دل اور بدن پیدا کئے اور اسی مٹی سے مومنین کے بھی لوگوں پیدا کیا لیکن بدن اُنکے اور مٹی کے ہیں اور کافر کو جین کی مٹی سے پیدا کیا کہ وہ جہنم کا درجہ اسفل ہے اس لئے دل اور بدن میں پس و نو مٹی کو ملا دیا اس حجت سے کہ مومنین کا فراوان کافر سے مومن پیدا ہوتا ہے اور یہی سبب ہے کہ مومن کبھی مرتجب گناہ کا ہوتا ہے اور کافر کبھی نیک کام کرتا ہے اس لئے کہ کافر کی مٹی مومن میں لگی اور مومن کی مٹی کافر میں لگی اور کتاب علل الشرائع میں شیخ صدوق علیہ السلام نے باسناد و خوبی اسحاق بن عیسیٰ لیلیٰ سے زبانی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی ایک حدیث طولانی روایت کی ہے کہ خلاصہ اسکا یہ ہے کہ ابو اسحاق نے عرض کی کہ میں آپ کے شیعوں میں سے اُن لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ شراب پیتے ہیں اور زنا کرتے ہیں اور گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں اسکا کیا سبب ہے حضرت نے فرمایا کہ تیرے دل میں سوا اسکے اور بھی کوئی خلیجان ہو اس لئے عرض کی البتہ اس سے زیادہ یہ ہے کہ میں آپ کے دشمنوں کو مصروف طاعت میں پاتا ہوں اور گناہوں سے بری دیکھتا ہوں پس امیدوار ہوں کہ اسکی وجہ بدلیل واضح فرمائیے اس لئے کہ میرا دل امت سے تشویش میں مبتلا ہے اور اب میرے بخت خفہ بیدار ہوئے۔ حضرت نے ہنس کے فرمایا کہ تو مجھ سے بیان شافی لے اور علم مخفی کو کہ خونیہ علم الہی ہے مجھ سے اخذ کر لیکن کہہ تو کہ ہمارا اعتقاد اہل حق سے اور اہل باطل سے کس طرح پاتا ہے اور سننے عرض کی یا ابن سول اللہ کہ میں آپ کے دوستوں اور شیعوں کو دیکھتا ہوں باوجود فسق و فجور کے کہ اگر اُنکو کوئی شخص تمام ربیع سکون کی دولت دے اور کہے کہ

تمھاری طہیت ایک ہوتی ابراہیمؑ نے عرض کی پہر ہماری طہیت کو کیا کیا حضرت
 فرمایا کہ حق تعالیٰ نے بعد اسکے ایک ورزین پیدا کی کہ شوزار اور بد بو اور خبیثی
 آسمین سے ایک آب شور نکلا اور اسکو بھی ہماری ولایت و روستی کا حکم فرمایا اسنے
 قبول نچا پس اس پانی کو بھی سات روز تک اس زمین پر جاری رکھا یہاں تک
 کہ وہ تمام زمین پر پھیل کے آسمین جذب ہو گیا پس اس گل سے اُن لوگوں کو پیدا
 کیا جو کہ سرکش اور بغی ہیں اور انکی طہیت کو تمھاری طہیت کے نفل میں ملا دیا اور
 اگر غلاما وہ گواہی شہادتین کی ندیتے اور نماز اور روزہ اور حج نہ بجالائے
 اور امانت ادا نہ کرے اور تمھاری صورت کے مشابہ نہ ہوتے لیکن موسیٰ کے لئے
 کچھ برائی نہیں کر اپنے دشمن کی صورت کو مثل اپنی صورت کے دیکھے یہ ابراہیمؑ
 نے عرض کی یا بن رسول اللہ اُن دو وطنیتوں کو کیا کیا حضرت فرمایا کہ اُن دونوں
 ریشیوں کو پہلے پانی میں اور دوسرے پانی میں مخلوط کر کے ایک کو دوسرے میں
 خوب ملا دیا بعد اسکے آسمین سے ایک مشیت قدرت اپنی سے مٹی جدا کر کے فرمایا
 کہ یہ جنت میں جائیگی اور میں کچھ پروا نہیں کہتا بعد اسکے دوسری مٹی علیحدہ کر کے
 فرمایا کہ یہ جہنم میں جائیگی اور کچھ پروا نہیں پہر دونوں کو ملا دیا پس مومن کی کچھ مٹی
 کافر کی مٹی میں گئی اور کافر کی مٹی مومن کی مٹی میں آئی پس اے ابراہیمؑ جبکہ
 تو ہمارے شیعوں کو ترک گناہ کبیرہ دیکھتا ہے مثل زنا اور لواطت اور ترک
 نماز اور روزہ کے یہ سب ہماری دشمنوں کی آج کل کی شرکت کا ہے اور جو کہ
 سنیو میں سکیان پاتا ہے وہ مومن کی آج کل کا اثر ہے اور جو وقت کہ درگاہ
 جنان فی سبیل اللہ میں ہر ایک کے اعمال عرض ہونگے خداوند عالم فرمائیگا کہ مومن کے
 اعمال بد کو سنیوں کی طہیت میں ملحق کرو اور سنیوں کے اعمال نیک کو مومن کی
 طہیت کے ساتھ کرو کہ انھوں نے انہیں کی طہیت حاصل کئے تھے اور اسی

مَنِ بَجَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرٌ مِّثْلَهَا وَمَنْ بَجَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا اور اسی طرح فضل بن عثمان مروی ہے جو وقت کہ بندہ
 عمل خیر کا ارادہ کرتا ہے پس اگر اسکو بخیا ہو تو اس کے لئے ایک حسنہ لکھا جاتا ہے
 اور اگر اسکو بجالا تو اس کے لئے دس حسنہ لکھے جاتے ہیں اور جو وقت کہ کسی بدی کا
 ارادہ کرتا ہے پس اگر اسکو بخیا ہو تو اس کے نامہ عمل میں کچھ نہیں لکھا جاتا ہے اور
 اگر اسکا مرتکب ہے اہو تو اسکو سات ساعت تک بہت دیتا ہے اور کاتب حنا
 کاتب سیات سے کہتا ہے کہ جلدی نہ کر شاید کہ اس شخص کو فی نیک عمل واقع ہو
 کہ وہ باعث اس کے گناہ کے محو کا ہو جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ الْحَسَنَاتِ
 يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ یعنی نیکیاں دور کرتی ہیں گناہوں کو پھر کاتب حنا
 کاتب سیات سے کہتا ہے کہ تھوڑی دیر اور پھر جاوے کہ یہ اپنے لئے طلب
 آمرزش کرے اور حق تعالیٰ اسکو بخشد پس اگر اسکو کہے اسْتَغْفِرِ اللَّهَ
 اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ الشَّهَادَةُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ الْغَفُورُ
 الرَّحِيمُ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ تو وہ گناہ نہیں لکھا
 جاتا ہے اور اگر سات ساعت گزر جائیں اور اس کو فی عمل خیر نہوا اور
 استغفار بھی نہ کیا ہو تو صاحب حنا صاحب سیات سے کہتا ہے
 کہ لکھ اس شقی محروم کے لئے پس خداوند عادل جب گناہ کے ارادہ کا مواخذہ
 نہیں کرتا کیونکہ اپنے بند و پیر جبر اور ظلم کر گیا لیکن اگر بنا بر آرائش کے بنی آدم
 کے خمیر میں بری طینت یا شخص شخص میں اور اسکی ذات میں داخل ہوئی ہو
 تو وہ باعث جبر کے نہوگی اس لئے کہ جناب قدس اقدس نے اپنے بند و موقوفہ رشتہ
 اختیار اور عقل اور فہم کو امت فرمایا کہ نیک بد میں تیز کرین اور اپنی خوش
 نصیبی سے باز رہین جیسا کہ خود فرماتا ہے فَإِذَا اطَاعَ اللَّهُ بِكَ سَيِّئِ

میں اور گناہان کبیرہ اور صغیرہ سے پاک اور منترہ میں قبل نبوت کیے اور بعد نبوت کے
 پس اس سے کبھی کوئی گناہ صغیرہ اور کبیرہ عدا اور سہواً صادر نہیں ہوتا اور اہلسنت اپنی
 خلفاء کی عیب پوشی کے لیے پیغمبروں پر خطا بلکہ گناہ روا جانتے ہیں اور محض انکا افزا
 ہی اسلئے کہ انبیاء کے وجوب عصمت پر دلیلین بدشمار ہیں لیکن مترجم نے بنا براختصار کے چند
 دلیلوں پر التفکیا جو کہ تجربہ میں محقق طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ایک یہ کہ انبیاء کے آنے
 سے کچھ فائدہ نہ ہوتا جب تک کہ صاحب عصمت نہ ہوتے پس انبیاء کا صاحب عصمت ہونا
 واجب ہی اسلئے کہ اگر انبیاء سے خطا اور گناہ روا ہو تو کیا عجب تھا کہ کذاب و دروغ
 بھی صادر ہو پس اس احتمال سے کوئی انکی قول کا اعتماد نہ کرتا اور انکی حکم کو نہ بجالاتا پس صحیح
 انکا بحث ہوتا دوسرے یہ کہ اگر انبیاء سے گناہ صادر ہو تو وجوب صحت میں لازم آتا
 ہے ایک یہ کہ اس گناہ میں انکی متابعت کرنا واجب ہو اسلئے کہ پیغمبر انکی ہر امر میں واجب
 واجب ہی دوسرے یہ کہ اس گناہ میں انکی مخالفت کرنی واجب ہو اسلئے کہ گناہ سے
 اجتناب کرنا واجب اور جناب قدس الہی انکی متابعت کے لئے فرماتا ہی قُلْ اِنْ
 كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ يَعْنِيْ کہ ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کہ اگر خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری متابعت کرو تا علیہ خدا دوست رکھے
 پھر متابعت سے عاصیوں کی منع فرماتا ہی اور کہتا ہی وَلَا تَرْكَبُوا اِلَى الَّذِيْنَ
 ظَلَمُوا يَعْنِيْ جو کہ ظلم اور گناہ کریں انکی طرف میل نہ کرو اور پھر فرماتا ہے وَتَتَّبِعُوا
 الْفَحْشَاءَ وَالْمُنْكَرَ يَعْنِيْ خدا منع کرتا ہی فعل بد اور حرام سیاہ اور وجوب ضد محال
 ہی پس نبیاء کی عصمت واجب ہی محال لازم نہ آئے تیسرے یہ کہ اگر انبیاء سے گناہ
 ہوتا تو رعیت پر انکا منع کرنا اس گناہ سیاہ اور تعزیر دینا واجب ہوتا اسلئے کہ جناب
 اقدس الہی نے خلق پر نبی عن المنکر کو واجب کیا ہی یعنی جو شخص مطلع ہو کہ کوئی بدین
 گناہ کرتا ہے تو اسکو لازم ہو کہ گناہ کرنے والے کو منع کرے اور اس میں کسی کی تخصیص نہیں

فرمائی ہو اور حال یہ ہے کہ پیغمبروں کو تعذیر اور ایذا دینا بالاتفاق حرام ہے اس میں کچھ
 خلاف نہیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَلَئِنْ يَنْتَوِذُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ لَعَنَهُمُ
 اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ یعنی جو کہ خدا اور رسول کو ایذا دیتے ہیں خدا ان کو لعن کرے
 لعنت کہ دنیا ہی دنیا اور دین میں پس کیونکہ انبیاء سے گناہ روا ہو لہذا ایذا دینا خدا کو ایذا
 دینا ہے فقط مطلب تیسرا نبی کے اور یقینہ اوصاف میں ہی ایک یہ کہ انبیاء بلکہ
 ان کے اوصیا بھی کمال عاقل اور دانا ہوتے ہیں خواجہ کافی میں محمد بن یعقوب کلینی نے
 حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے روایت کی ہے کہ ان حضرت نے فرمایا کہ
 حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کو کوئی چیز عقل سے افضل عطا نہیں فرمائی اور یہ حضرت
 نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ایسی کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا جس تک کہ عقل کامل کو نہیں پہنچا
 اور اس کی امت کی عقلوں اس کی عقل کا ملکہ ہوتی ہو اور تجربہ میں محقق طوسی
 علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ پیغمبر غیر عقل کامل ہو نا بھی واجب ہے اور اسی طرح حق یقین
 میں خود محمد صلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں چاہئے کہ پیغمبر اپنی امت سے بہتر اور افضل ہو اور
 سب زیادہ علم رکھتا ہو اس لئے کہ اگر اس کی امت میں اس سے اور کوئی افضل اور عالم تر
 ہو تو لازم آتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے کم رتبہ و ناقص حایل کو افضل اور عالی رتبہ کامل پر
 ترجیح دی ہو اور یہ مرصع ہے اور حق تعالیٰ فرماتا ہے اَمْ كُنْ يَهْدِي اِلَى الْحَىِّ حَتَّى
 اَنْ يَتَّبِعَ اَمِنْ لَا يَهْدِي اِلَّا اَنْ يَهْدِي فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ آیا
 وہ شخص کہ رہنمائی کرے حق کی طرف لائق تر ہے اس بات کے کہ لوگ اس کی متابعت
 کریں یا وہ شخص کہ جوراہ نہیں پاتا مگر اس وقت کہ اور کوئی اس کو راہ بتلاوے
 لائق متابعت کے ہو کیا ہی شخص کہ فرق نہیں سمجھتا اور اس کے خلاف حکم کرتے ہوئی
 عاقل کو پسند نہ کر لگا اور چاہئے کہ پیغمبر جمیع علوم کا عالم اور جمیع صفات کاملہ
 سے موصوف ہو مثل اس کی کہ کمال عاقل اور دانا ہو اور شجاع اور سخا اور جیم ہو اور

صاحب حیا اور صاحب مروت اور حلیم ہو اور ہر ایک سے تخلیق پیش کئے اور علما
اور صلحاء اہل مین کی عزت اور توقیر کرے اور اہل دنیا سے نفرت اور بیزاری کرے
اور کینہ اور حسد اور بغل اور حرص اور محبت دنیا اور حب مال اور جاہ اور کج خلقی اور
نامردی سے پاک اور منزہ ہو اور ان ماضی سے بھی بری ہو جو کہ موجب نفرت خلق
کے ہوں مثل برقص اور خدام اور اندھے اور کھڑے اور گوتے ہونے کے اور چاہئے
کہ عالی نسب بھی ہو یعنی لکے آبا اور اجداد قوم زویل سے ہوں بلکہ پیشہ زویل بھی
نکرتے ہوں مثل جولائی اور حجامی کے اور چاہئے کہ ان سے ایسا کام بھی صادر نہوتا
ہو کہ منافہ مروت اور عدالت کے ہو مثل راہ اور بازاروں میں کھاتے ہوئے چلو جانے
کے چنانچہ بعض علماء ان چیزوں کا ذکر کیا ہے لیکن یہاں نہیں بعض میں کچھ کلام ہے
اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے اجداد میں جو جو کہ پیغمبر ہوئے ہیں ان کے
بھی سب آبا اور اجداد مسلمان تھے چنانچہ بعد اسکے بیان اُٹھا ہوگا لیکن باقی
اور پیغمبر کے آبا اور اجداد میں اگرچہ بعض علماء کے کلام سے ظاہر ہوتا ہی چاہئے کہ
ان کے بھی آبا اور اجداد مسلمان ہوں لیکن یہ ہمارے نزدیک ثابت نہیں ہے اس پر
کوئی دلیل عقلی اور نقلی قائم نہ ہوئی بلکہ بعض اخبار سے جو کہ حضرت خضر علیہ السلام کی
باب میں ظاہر ہوا بر خلاف اسکے دلالت رکھتا ہے پس میں قف اولیٰ ہی پس بیان
انہند صاحب کا کلام تمام ہوا حق تعالیٰ ان کے درجوں کو بلند کرے اور معلوم ہو کہ
ہمارے پیغمبر کے آبا اور اجداد سب مسلمان اور صاحب ایمان تھے اور اس پر
علماء امامیہ کا اجماع ہے اور کبھی کبھی کلام نہیں کیا اور جو کہ حق تعالیٰ نے حضرت
ابراہیم کے باب میں فرمایا ہے **وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ لِي آيَةً**
یعنی جو وقت کہ ابراہیم نے اپنے باپ ذرہ سے کہا کہ تم نے اپنا معبود بتوں کو
بنایا ہے تحقیق کہ میں دیکھتا ہوں تمہاری قوم کو مراد پس علماء اسکی اس طرح

افس زند کو منع نہ کر و کہ یہ مرتبہ عالی کہتا ہے بغیر یہ کہ یہ تھا اسرار ہوں اور میں چہرہ نور
سیادت و بزرگی کا دیکھتا ہوں و درجہ جمع خلق کے پیشوا ہونگے میں کہہ عبد المطلب اپنی گود
میں بٹھالیتو تھا و انکی پشت پڑتھ پڑتھ تھے اور انکے بوسہ لیکر فرماتے تھے کہ میں اس سے بہتر بوسہ
پاکیزہ نہیں کھچھا اور کوئی ایسا بدن پاک پاکیزہ نہیں پایا میں اس طرح کا حال حضرت عبد المطلب
تھا چنانچہ جب تو کہ انکا وقت وفات قریب پہنچا پیغمبر خدا کو اپنے سینہ پر بٹھالیا اور انکا بوسہ کر کے
اور حضرت ابو طالب کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ اے ابو طالب انکی محافظت کر کہ انھوں نے مجھے
سنگھلی و مرنہ شفقت مادی نہیں کھچھا چاہئے کہ تم انکو اپنا پارہ جگر سمجھو اس لئے کہ تم اور انکا باپ
ماں ہیں ابو طالب اگر تم انکے ایام جلالت اور رفعت پانا تو جہانناک ہو سکے باوجود انرا بی رمال سے
انکی ماری اور مددگاری کرنا واللہ یہ جلد تمھارے سر گرے ہوگا اور انکو دشا ہی نصیب پس فرزند تو
میری وصیت قبول کی حضرت ابو طالب عرض کی جو کچھ اپنے فرمایا میں نہ بول کیا اور میں ہن خدا
کو گواہ کرتا ہوں اس وقت حضرت عبد المطلب حضرت ابو طالب کا ہاتھ پکڑ کے عہد بیان مکمل لیا اور
فرمایا کہ مجھ کو مرگ اسان ہوئی اور جناب نول خدا کا بوسہ کر فرمایا کہ میں ہی تیا ہوں کہ میں اپنے
کسی نذ کا بوسہ نہیں لیا کہ تم سے بہتر ہو میں کہہ کر طائر روح مقدس انکا باغ جان کو پڑا کر گیا
اور حضرت عبد المطلب کی عمر شریف میں اختلاف ہے بعضے علما فرماتے ہیں انکا سن ایک سو دس سن کا تھا
اور بعضے فرماتے ہیں ایک سو چالیس برس کا تھا اور اس وقت جناب نول خدا کی عمر شریف آٹھ برس
کچھ زیادہ گزر گئے تھے اور بعضے علما چہرہ برس کہتے ہیں بعضے نو برس پس حضرت ابو طالب نے اس
جناب کو اپنے سینے سے لگالیا اور ایسا عت بھی عطا کیا اور ہمیشہ انکے کفیل و معین رہا چنانچہ صاحب
ہو کہ عبد المطلب کی سنت سی ہو رہا ہو کہ ابو طالب نے پیغمبر خدا کی کفالت کی اور عبد المطلب ان کو نصبت
کی تھی کہ کبھی انکی ماری اور مددگاری ہو باوجود انکا نابہت حال جناب نول خدا کی رضا و حضور
کا تھا اور اس مقام میں سب سے کہ انجنابی کچھ مختصر شامل مبارک کا بھی بیان ہو تو ہمیشہ نہ کہے
وضوہ العظیمین میں ابو علی محمد بن احمد بن علی قتالی نے حضرت امیر المومنین سے روایت کی ہے کہ

ایک زوجہ حضرت سیدہ کو ذہن اپنی شمشیر کو لکھنے دو نور انودن پر عرض شمشیر رکھ کے ہاتھوں سے اسکو
 سنبھالے ہوئے بیٹھو تھے کہ ایک شخص آگے عرض کی کہ اچھا رسول خدا کی صورت کی تعریف کیجئے
 کہ کیسی تھی حضرت فرمایا کہ اُس جناح پر ہر مبارک سرخ و سفید تھا اور آنکھوں کی تپلیاں سیاہ
 تھیں بال سیدہ تھے اور درمیان سینہ ناف تک بالوں کا ایک خط باریک سیاہ تھا اور زینار
 ہموار اور نرم تھے اور ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر راپوں کے تلو و نینٹے ہاتھ بالکے بھرے تھے اور حسب وقت
 حضرت راہ چلتے تھے تو پاؤں زمین پر گھسیٹتے نہ تھے بلکہ قدم مبارک میں سے جدا ہو جاتا تھا اور
 جست کہ دینے یا بائیں ٹانگہ سے ہوتے تھے تو اس طرف تمام بدن شریف پھرتے تھے اور جن جناح
 قدیمانہ تھا اور جب انکی پیشانی نورانی پر سپینا آتا تھا تو قطرہ مثل مہنی کی نمایاں ہوتے تھے اور
 اُس جناح کے پسینے میں ایسی خوشبو ہوتی تھی کہ مشک کی خوشبو سے زیادہ تھی اور سینے میں انکی گونگی کو
 نہیں سمجھا نہ قبل انکے نہ بعد انکے اور ظاہر امراد حضرت کی یہ تھی کہ مثل سُن جناب کی نہ کوئی عیلا
 ہو اسے نہ کوئی پیدا ہو گا اور حدیث معتبر میں حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ
 صلوٰۃ اللہ علیہما ساقول ہو کہ جناب سالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ و آلہ کی نظر و نین
 ستا عظمت اور طلال کے کھائی دیتی تھے اور اُس جناح کا رعب و دبکہ دلون پر چھایا تھا اور اُس جناب
 کا چہرہ مبارک نور سے مثلاً شب چہارہ زوہ کی روشن رہکتا تھا اور سر مبارک بزرگ تھا او بال
 نہ بہت گھونگر والے تھے نہ بہت سیدھے تھے اور اکثر بال مبارک کے کان کی تو تک رہتے تھے
 اور اگر اس سے زیادہ ہو جاتے تو مانگ نکال لیتے تھے اور اُس جناح پر ہر مبارک سفید و نورانی اور
 کشادہ پیشانی تھا اور اس پر مقدس بلرک زخما مثل کمان کے تھی اور علی ہوئی نہ تھی اور بعضی
 روایت میں ہے کہ دو نواب کو مبارک ملے ہوئے تھے اور اُس جناب کی بینی مقدس بلرک تھی اور
 دمیائے قدر اونچی تھی اور نیش مبارک گہنی اور برابر تھی اور دمان معجز بیان متوسط تھا
 بہت چھوٹا تھا اور دندان مبارک سفید و براق اور نازک اور کشادہ تھے اور گردن
 مبارک صراحی تھی اور سی طرح و بھی عضائی مقدس سی اور خوشنما تھے اور سینے شکم مبارک برابر تھا

اور دو شاہانوں کا بیچ کشادہ تھا اور ہر ایک جو طر اور سخاوت بابر کو فوجی اور پکار تھا اور خطا عیبت
 اور قوت کی ہر اور میں اسکی نہایت عفت اور سخاوت کا تمام شریف نورانی تھا اور در میان سینہ نیلے ایک لکڑی
 ایک خط سیاہ باریک تھا اور باقی تمام سینہ اور پیٹ بالوں صاف تھا اور کئی سے ہاتھوں پر بال
 تھے اور نیند دست مبارک چوڑی تھے اور کف دست کشادہ تھی اور قد مبارک میاں تھا اور چھٹا بیٹ طولانی
 ہوا اور سحر اور بھی وایتوں میں کھلے چنانچہ علی بن عبد اللہ بن سلمان روایت کی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے بابر
 پر بڑھا کہ حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو وحی فرمائی کہ اے عیسیٰ اے فرزند زن بابل پاکیزہ ہمارا حکم اعلیٰ ہے
 کہ تو پہنچا کہ میں نے عالم ہوں اور مجھ کو زال نہیں ہے پس تم اس غمیر کی تصدیق کرو کہ اسکی سواری شتر کی
 ہوگی اور اسکی سر پر عمامہ وار تھو عین عصابو کا اور اسکی آنکھیں بڑی ہونگی اور پٹیاں چوڑی اور پاک
 سو تو ان اور زندان کشادہ ہو اور گردن اسکی مانند فقرہ جلائی گئی کے مکی اور زیر گردن سلیمان
 اسکی اس نور سے چمکتی ہوگی کہ جسطرح طلا کا ملمع ہوتا ہے اور سینہ سوزان نکل لون کا ایک خط باریک
 اور باقی سینہ اور پیٹ پر بال نہ ہونگے اور رنگ سر کا گندم گون ہوگا اور جہت کہ وہ مجمع میں بیٹھا تو سب
 بلند اور نمایان ہوگا اور اس کے چہرہ مبارک کا پسینہ مثل موتیوں کی جاری ہوگا اور ہمیشہ اس کے ہونے
 نکل نگی اور نکل اس کے کئی مثل اسکی نہ کھچا ہوا اور نہ بعد کے دھچکا اور عورتوں کے کناخ بہت کریگا
 لیکن اولاد کم ہوگی اور اسکی آل میں ایک بیٹی صاحب کت ہوگی کہ اسکا گھر بہشت میں ہوگا کہ وہاں
 کوئی آزار اور محنت نہیں ہے اور وہ آخر زمانے میں اس خیر کی کفالت کریگا جیسا کہ فرمائیے تیری ماں
 کی کفالت کی ہے اور اس خیر سے دو فرزند پیدا ہونگے اور وہ شہید ہونگے اور اس سے پیغمبر کا سخن قرآن اور
 دین اسلام ہوگا پس طبع اس کے لئے ہو جو کہ اس زمانے میں موجود ہو اور اسکا دین قبول کری اور اسکی
 بات سنو عیسے نے عرض کی ہے پروردگار طوبی کیا چیز ہے خداوند عالم نے وحی کی اور عیسیٰ طوبی
 بہشت میں ایک رخت ہے کہ ہم نے اپنی قدرت اسکو ایسا بلند کیا ہے کہ سایہ اسکا تمام بہشتیوں
 تک پہنچتا ہے اور اصل اسکی باغ رضوان ہے اور پانی اسکا چشمہ تسنیم ہے اور وہ سردی میں مثل
 کا فورہ ہے اور ذائقہ میں مثل رنجبیل ہے پس جو کہ اس چشمہ سے ایک مرتبہ پانی پئے تو اسکو کبھی بپاس

لئے گئے گی حضرت عیسیٰ نے عرض کی خداوند مجھ کو اس چشمہ سے پانی عطا فرمائے کہ جو اب زمین و آسمان
 نے فرمایا ہے عیسیٰ اس چشمہ کا پانی سب ظالمین پر حرام ہو جتنا کہ پیغمبر اور اس کی امت نہ بنیں ایسے عیسے
 میں تجھ کو آسمان پر لیجاؤں گا پس جو وقت کہ زمانہ آخر ہو گا میں تجھ کو پھر زمین پر بھیجوں گا کہ اس چشمہ
 کی امت سے عجایب ابدہ کرے و قبال الجین قتل کرے اور میں تجھ کو اُن کے وقت نماز کے بھیجوں گا کہ تو اُن کے
 ساتھ نماز پڑھے تحقیق کہ امت اُن کی رحم کی گئی ہو یہی حق حضرت رسالت پناہ کی شامل مبارک کا بیان
 اور راجح ہو کہ اُن حضرت کی جسم شریف کے کچھ مجزوں کا بھی ذکر ہو بہت شیدہ نہ رہو کہ حق الیقین
 میں خباہت ناچلے علیہ الرحمہ فرماتے ہیں حضرت رسالت پناہ کی جسم شریف سے جو میں معجزہ ظاہر
 ہوا ایک یہ کہ اُن حضرت کی پیشانی پر ایسا نور چمکتا تھا کہ عکس کا درو دیوار پر جاتا تھا اور جو وقت کہ
 اپنی دست مبارک بلند کرتے تھے تو دوسوں انگلیاں مثل دس شمع کی روشن ہو جاتی تھیں مگر حیات
 میں بھر فرماتے ہیں کہ حدیث معتبر میں حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہو کہ جناب رسول خدا کو
 جو شخص شہتا میں دیکھتا تھا تو اُن کی نور پیشانی سے مشاہدہ کر لیتا تھا کہ مثل آفتاب کے روشنی میں چمکتی
 تھی چنانچہ نقل ہے کہ ایک شہتا نے اُن کی سونے کی گم ہو گئی اور جو وقت کہ حضرت تشریف لائے اُن کا پہرہ اُن
 کے نور سے مل گیا اور پھر فرماتے ہیں کہ روایت ہے جو وقت کہ حضرت شہتا میں تشریف لے جاتے تھے
 اپنے دست مبارک کو بلند کر لیتے تھے تو انگلیوں کا ایسا نور چمکتا تھا کہ اُن کی روشنی میں چل جاتے تھے
 دوسرے یہ کہ حضرت کے جسم شریف سے ایسی بوی خوش آتی تھی کہ جبلا سے تشریف لیجا جاتے تھے وہ
 راہ خوشبو ہو جاتی تھی اور لوگوں کو معلوم ہوتا تھا کہ حضرت اُدھر سے تشریف لے گئے ہیں اور جو وہ
 حضرت کے پسینہ کے قطر کی خوشبو ہو سوزیادہ تھی بلکہ اسکو عطرین دیتے تھے اور جو وقت کہ حضرت کے
 لگے دول پانی کا لائی حضرت اس میں سے ایک چلو پانی لیا اور کھل کر کے اسکو دل میں لای اور وہ
 پانی مشک کی خوشبو سوزیادہ خوشبو ہو گا تب سے یہ کہ جو وقت حضرت دھوپ میں کھڑے ہوتے
 تھے یا چلتے تھے تو انکا سایہ نہ ہوتا تھا جو تھے یہ کہ جو وقت حضرت کسی شخص کے ساتھ چلتے تھے کسیا
 بیسی ہوا طاعت ہو حضرت کا سر اور گردن مبارک اُس سے بلند رہتا تھا یا انجو میں یہ کہ جو وقت

حضرت محبوب میں چڑھتے ہوئے آپ کے اُپر سایہ نہ تھا اور آپ کے ساتھ چلتا تھا جیسے یہ کہ حضرت کے
 مبارک کمرے پر کوئی جانور پرواز نہ کرتا تھا بلکہ جسم شریف پر گسل و ریشہ وغیرہ بھی نہیں چھینتا تھا
 سنا تو یہ کہ وہ حضرت جس طرح کہ پیڑن ملاحظہ فرماتے تھے اسی طرح عقب ہی بھی ملاحظہ فرماتے تھے اور
 اس میں کیونکہ وہ ہم نہ ہو کہ جناب قدس الہی اس سے رو کر تمام جسم شریف میں قوتِ صبرہ عنایت فرمائی تھی تعویذ
 یہ کہ حضرت کا حال خوابِ بیداری میں یکساں تھا اور ملائکہ کو دیکھتے تھے اور اُن کی آواز سننے
 بلکہ ہر ایک کے دل کی بھی خبر رکھتے تھے تو یہ کہ حضرت کے مٹا مبارک میں کبھی بدبو نہیں آئی وہ میں یہ کہ
 حضرت اپنی آنکھیں کھولنے میں ڈال دیتے تھے اسکی برکت سے وہ کتوان بانی سے بھر جاتا تھا اور
 جو صابروں کو اسکو پیتا تھا شفا پاتا تھا اور جس نے میں اپنا دست مبارک لگا دیتی تھے اسکی برکت
 سے حقوڑی کھانے میں بہت لوگ سیر ہو جاتے تھے چنانچہ جابر انصاریؓ ایک بچہ کو سفدراور
 پونے تین سیر جو کھری روٹیوں کے ساتھ آدیوں کو سیر کیا۔ گیارہویں یہ کہ حضرت ہر ایک کی زبان
 کو سمجھتے تھے اور اس میں کلام کرتے تھے چنانچہ بزمِ مستبر منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت ام المومنینؓ
 علیہ السلام عرض کی کہ حق تعالیٰ نے پیغمبر خدا کا نام اس اُمی رکھا تھا حضرت فرمایا کہ سنی کیا
 کہتے ہیں اس شخص کی کہ وہ کہتے ہیں پیغمبر خدا لکھنا پڑھنا نہ آتا تھا حضرت فرمایا دروغ
 ہے خدا ان پر لعنت کرے اللہ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو پڑھنا اور لکھنا تھے
 مگر خدا نے ان کو اس اُمی فرمایا کہ اہل مکہ میں تھے اور مکہ کا ایک نام ام القریٰ ہی باہوین یہ کہ حضرت
 کی ایش مبارک میں اتالی سفید تھے کہ مانند آفتاب کی درخشان تھی تیرہویں یہ کہ حضرت کی
 پشت مبارک پر ہر نبوت کا نقش تھا اور نور اسکا آفتاب کے نور سے زیادہ تھا چودھویں یہ
 کہ حضرت کی گھائیوں کے پانی لطیف اس قدر نکلتا تھا کہ جماعت کثیر سیراب جاتی تھی تیرہویں
 یہ کہ حضرت نے اپنی انگشت مبارک کے انسا سے چاند کے دو ٹکڑے کر کے انسا اللہ غفر تیرہویں
 اسکا بالقبضیل ہو گا سولہویں یہ کہ حضرت کے ہاتھ میں سنگِ سبز بڑھتی تھی اور لوگ سنتے تھے
 سترہویں یہ کہ وقتِ لاوت ہا لون کی طرف زمین پر تشریف لائے اور جمیع نجاستوں کے پال اور

صاف تھے اور ختنہ کیا ہوا اور زاف بریدہ اور بدن شریف سو ایسی کچھ خوش لگی کہ تمام
 مکان حطرت ہو گیا اور کعبہ کی طرف متوجہ کر کے سجدہ میں چل گئے اور چپ سے سر اٹھا یا آسمان کی طرف
 ہاتھوں کو بلند کر کے خداوند عالم کی حمد و ثناء پانی رسالت کا اقرار کیا اور اپنے راس یا سناٹا ہر وہاں تک عالم کو
 شرق و مغرب تک پہنچا کر روشن کر دیا اٹھارویں یہ کہ حضرت کعبہ مجی مظلوم نہ ہو اور خواجہ طہانی کو
 نہیں بچھا آئیسویں یہ کہ حضرت فضلہ کو بی مشکل تھی اور کبھی اسکو نہیں دیکھا بلکہ نہیں
 کھا جاتی تھی بیسویں یہ کہ حضرت حسن چار پاؤں کا نور پر سوار ہوتے تھے وہ ہمیشہ جوان رہتا تھا اور کبھی
 ضعیف اور بزرگ نہ ہوتا تھا اکیسویں یہ کہ حضرت فوت میں کوئی زیادہ تھا بائیسویں یہ کہ حضرت
 کی جمیع مخلوقات تعظیم و تکریم کرنی تھی حتیٰ کہ سنگ و درخت بھی اسے تعظیم کے جھکا جاتے تھے اور
 سلام کرتے تھے اور ان حضرت کے عہد طفلی میں چھوٹے کو لگا ہوتا تھا کہ بچہ اٹھاتا تھا بیسویں یہ کہ حضرت
 نرم پر راہ چلتے تھے پاؤں کا نشان نہ ہوتا تھا اور کبھی سنگ سخت پر چلتے تھے پاؤں کا اثر نہ ہوتا تھا
 چوبیسویں یہ کہ حق تعالیٰ نے حضرت کے رعب کو لوگوں کے دلوں پر اس قدر غالب کیا تھا کہ باوجود اضعاف و
 فروتنی کے کوئی ان حضرت کو نگاہ بھر کے نہ دیکھ سکتا تھا اور جو تکلم حضرت کو کوئی کا فر یا فتن
 دیکھتا تھا تو حضرت کے خوف سے دل اس کا نہ چاہتا تھا بلکہ حضرت کے عجب و دیدہ و عجیب کی راہ کو فراموش
 دلوں میں اثر کر جاتا تھا تیسرے فائدہ حضرت کے وقت بعثت بیان میں ہے پس منہ شہدہ ہے
 کہ جناب اس الہی ان حضرت کے نور کو بتائے خلقت میں پیدا کیا تھا لیکن نابہر صلا میں حکمت کے
 بعثت ظاہری اور حکم تبلیغ رسالت کے لئے چالیس برس کے عمر شریف میں آجیا کہ حیات
 میں نہ مایا لانا خود علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جناب رسالت نباہ کا روز بعثت ماہ جبکہ سا بیسویں مہینے
 اور اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے اور ائمہ سے اس مضمون کی بہت حد نہیں معتبر وارد ہیں لیکن اہل سنت
 اختلاف کیا ہے بعض ماہ مبارک رمضان کی شریہوں کہتے ہیں اور بعض اٹھارہویں اور بعض
 چوبیسویں اور بعض ربیع الاول کی بارہویں غرض سب طرح انکے اقوال اور بھی ہیں کہ جنکی کچھ سند
 نہیں اور حدیث معتبر میں حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جبریلؑ روز نور روز کو دی

پیغمبر کے پاس تھے لیکن قبل بعثت ظاہری خصلت کی عبادت میں جن باتوں سے بعض کہتے ہیں کہ
 حضرت نوحؑ کی شریعت پر عمل کرتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کی اور بعض کہتے ہیں
 کہ حضرت موسیٰؑ کی اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کے اور جن باتوں سے آقا محمدؐ اور
 طریقہ ائمہ اطہار اعلیٰ جناب العلماء و ائمہ ظاہرہ علیہم السلام نے فرماتے ہیں کہ حضرت قبل
 ظاہری بھی پیغمبر کسی کی شریعت پر انبیاء سابقینؑ کی بلکہ اپنی شریعت پر عمل فرماتے تھے جو کہ
 وحی ملا کہ ارام اور الہام ان کو حاصل ہوتی تھی اگرچہ اسکی تبلیغ کا حکم تھا اس لئے کہ حضرت
 کی شریعت کے آگے اس نبیؑ کی شریعت کا حکم جاتا رہا چنانچہ حدیث صحیح میں حضرت ابراہیمؑ اور
 علیہ السلام منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل آنے جبریلؑ کی بھی اپنی نبوت کے
 آثار شاہدہ فرماتے تھے اور ملائکہ کے کلام سننے سے یہاں تک کہ جبریلؑ بر کھڑے ہوئے اور بعد اسکے جبریل
 وحی لائے اور ان کی بصورت انسان کی ملاحظہ فرمایا اور حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ
 کہ جبریلؑ بصورت دھنیہ کی جناب اہل بیتؑ کی حدیث میں حاضر ہوئے تھے کمال الدین علیؑ کی نظری
 بیٹھے تھے بلکہ جب تک کہ ان کا اذن نہ ہوتا تھا در دولت پر کھڑے رہتے تھے اور ابن شہر آشوبؒ نے
 شیخہ رسی دونوں کے روایت کی ہے کہ جب وقت حضرت جبریلؑ آیا کہ لایۃ اکلہ غشیۃ حاق
 الا قلوبین و بہ وایت طلیت و کھطک منہم المخلصین یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ
 وآلہ و آلہ افرق باہمی قرینے ڈرا اور خوف دلا اس وقت حضرت جناب امیر المومنینؑ کے بلکہ فرمایا
 کہ عبدالمطلب کے فرزندوں کے دو کہ کل صبح کو ابو طالب کے مکان میں حاضر ہوں اور ان کے لئے
 ایک صاع گندم بھرنے میں سیر کی وٹیاں اور ایک بان گو سفند کا شوربا اور ایک کانسہ
 دودھ کا تیار کرنا اور جو وقت کہ حضرت ان کو طلب فرمایا وہ چالیس آدمی تھے اور ایک
 روایت میں ہے کہ تیس تھے اور ایک روایت میں ہے کہ دس تھے اور ابوہریرہؓ نے لگا کہ محمدؐ کہاں
 کرتے ہیں کہ ہم کو سیر کر دیں ہم میں سے ہر ایک شخص ایک سفند کھا جاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا
 اور ایک کانسہ بڑا دودھ کھا جاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا پس جو وقت کہ صبح ہوئی

اور وہ سب طالب کمال کے گھر میں جمع ہوئے اور حضرت سیدنا محمد بن حنفیہؓ اور ابو طالبؓ اور ابی طالبؓ کے پاس
وقت خواب میں اپنے اپنے کمرے میں کھانا حاضر کیا اور روٹیوں کو توڑ کے شوربے میں ڈال دیا اور وہ
کانشہ کو ان کے کمرے رکھ دیا پہلے حضرت رسول خداؐ اپنا دست مبارک میں شوربے پر رکھ کر فرمایا اللہم
کھاؤ لیکن کو کمال ناگوار ہوا لیکن انہیں بسکہ گرسنہ تھو کھانے لگے یہاں تک سیر ہو گئے اور اس میں کچھ
کم نہوا بعد کے دو دھپیا اور اس سے بھی سب ریاضت گئی اور وہ بھی کم نہ ہوا بعد اس کے حضرت
جبرائیلؑ ان سے کچھ فرمائیں کہ پہلا بول بولیا تمہارے سحر نے عجیب کیا کہ اس قلیل کھانے میں سب کو سیر
اور کچھ کم نہ ہوا پس اس وقت حضرت انسؓ ملو کے اس کلام پہنچو کہ اُن سے کچھ نہ فرمایا اور جناب
امیر المؤمنین علیہ السلام ارشاد کیا کہ کل پھر انکو جمع کرنا اور اسی قدر کھانا بھی بکوانا کہ میں پیغام
خدا ان کو پہنچا دوں جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں جب دوسرے دن بھی ان سبھوں نے کھانا
کھایا اور سیر ہو گئے اس وقت حضرت فرمایا ای فرزند ان عبدالمطلبؑ تمہاری کڑوہ چیز لایا ہوں
کہ اس سے بہتر کوئی عرب اپنے قوم کے لئے نہ لایا ہو تحقیق کہ میں تمہارے لئے دنیا و دین کی خیر
لایا ہوں پس اگر میں تم سے کہوں کہ تمہارا دشمن صبح یا شام کو آئیگا آیا تم میری کہنے کا باور
کر لو گے انھوں نے کہا البتہ ہم تمہیں استگو جانتی ہیں حضرت فرمایا کہ تم اس کو سمجھو کہ کسی کا خیر خواہ
اس دروغ نہیں کہتا ہوا و میں تمہارا خیر خواہ ہوں چاہئے کہ جو کچھ میں تم سے کہوں اسکو یقین جانو
کہ مجھ کو خداوند عالم نے اپنا رسول کے تمام علم بھیجا ہے یہ حکم دیا ہو کہ میں پہلے بڑا قربائی فرمے
کہوں اور ان کو عذاب آخرت ڈراؤں اور تم میری عزیز اور قربائی فرمیں اور تم نے میرا معجزہ اس
کہانی میں دیکھا ہو پس جو کہ اس کہانی کو کہا کہ امان لاں گا خدا اسکو عذاب میں گرفتار کرے گا
کہ ایسا کسی کو گرفتار نہ کیا ہو فرزند ان عبدالمطلبؑ گاہ ہو کہ خدا نے ہر نبی کا ایک ذیل و رومی
مقرر کیا ہو کہ وہ ان کے عزیز و نیک ہیں ہو پس تم میں سے جو کہ پہلے ایمان لائے وہی میرا ذیل و روارث
اور میری خلیفہ ہو گا اور وہ کون ہے کہ سب پہلے میری بیعت کری اور میرا بھائی ہو کہ میری
باری اور مددگاری کرے تا میں اسکو اپنا ذیل و رومی اور خلیفہ کروں اور میری حکم کو جاری

کرے بعد پیری میرا قرض ادا کری جسوقت کہ حضرتؐ یہ ارشاد کیا اور کسی جانب دیا اسوقت جبنا
 امیر علیہ السلام کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ جو کچھ اپنے ارشاد فرمایا اسکو قبول کیا اور میں آپ کی بیعت
 کرتا ہوں جو کچھ کہ فرمایا اسکو بھی بجا لاؤنگا حضرتؐ فرمایا کہ بیٹھ جاؤ جو کہ میری بیعت میں
 شانہ کوئی نہیں سو کھڑا ہوا اور حضرتؐ پھر ان کلمات کو ارشاد کیا اور کسی جانب دیا تو
 پھر علی ابن ابی طالب علیہ السلام کھڑے ہوئے عقدا و صادق عرض کی کہ میں آپ کی طاعت میں
 دل سے حاضر ہوں آخر مرتبہ سو مہینہ حضرتؐ انکو اپنے پاس بلایا اور انھوں نے بیعت کی
 پس حضرتؐ اپنا آپ ہن مبارک انکو دہن الجہر میں ڈال دیا اور کچھ سنی پڑ دیا اسوقت ابو بکرؓ
 نے کہا کہ تم نے اپنے چچا کے بیٹے کو جو جی ادا کر کے اس نے تمہاری طاعت کی اور تم نے اس کے منہ
 اور سینے پر حق لگا یا حضرتؐ فرمایا کہ میں نے انکو علم اور حلم اور فہم سے ملو کر دیا اور وہ باہر کے رہنے
 لگے اور بوطالبؓ کہا کہ اب محمدؐ سے کہیں گے کہ اپنے بیٹے کی طاعت کرو فائدہ جو تھا
 حضرتؐ اہل بیت پناہ کے معجز و معین ہو اور وہ بشمار میں لیکن ان میں سے کچھ مختصر معجزوں کا بیان ہوتا ہے جو کہ
 مشہور ہیں میں مختصری نہ کہ تپا معجزہ قرآن مجیدؐ کو کہ اسکو ہر شخص جاننا ہے دوسرا معجزہ شوقی لقب ہے
 کہ اسکو بھی ہر شخص جاننا ہے جیسا کہ حدیث یونس میں وارد ہو کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
 نے فرمایا کہ ماہ ذی الحجہ کی چودھویں شب میں اہل حق کے چودہ آدمی جمع ہوئے حضرتؐ اہل بیت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ ہر پیغمبر کے لئے ایک معجزہ ہے پس ان کے
 اعجاز کیا ہو حضرتؐ فرمایا کہ تم کس معجزے کے طالب گار ہو انھوں نے کہا کہ اگر ہمیشہ خاتم النبیین
 قدر و منزلت ہی تو چاند کے دو ٹکڑے کر دو اور اسی وقت حضرت جبریلؑ نے آگے عرض کی کہ
 خدائی جل شانہؐ سلام فرمایا ہوا اور یہ ارشاد کیا کہ میں ہر چیز کو تمہاری تاجع کیا اسوقت حضرتؐ
 اپنا سر مبارک آسمان کی طرف بلند کر کے چاند سے فرمایا کہ دو ٹکڑے ہو جا پس میں چاند کے دو ٹکڑے
 ہو گئے حضرتؐ سب سے شکر کیا اور مائے شیعوں نے بھی سب سے شکر کیا اور بعد کے پیرائے لوگوں نے
 کہا کہ چاند بصورت اصلی ہو جا حضرتؐ اسکو بہت سبائی کر دیا یہ کچھ کر لیا کہنے لگے جسوقت کہ

ہمارے مسافر ملکِ ملام و برین پہرین ہم آج جو حسین کہ آیا تم نے بھی شوق فرود کجا یا نہیں بلکہ اگر
 آنھوں نے بھی نہ کیا ہی تو البتہ یہ تمہارے پروردگار کی جانب سے ہوا لا جادو ہوا اور تحکیر نے
 روایت کی ہے جو قوت کے مسافر شام اور برین آئے اور آنھوں نے کہا کہ ہم نے بھی اسی شب
 میں جان دو و نیم ہو دیکھا تھا اور پھر اسکو بجاتے بھی دیکھا اور ضحاک نے روایت کی ہے کہ ابو جہل نے کہا
 کہ یہ بھی جادو کی پس چاہئے کہ اوپر میں بھی خبر سنا لو جب خبر آئی کہ یہاں بھی اسی شب میں
 چاند دو ٹکڑے ہو دیکھتے تھے اور پھر آیت کی تو کافروں نے کہا کہ یہ بھی ایک جادو ہو کہ تمام شہروں میں
 منتشر ہو گیا **تفسیر معجزہ** یہ ہو کہ آفتاب نے جسے پھر آیا چنانچہ حوالہ یقین میں خود علیہ الرحمہ
 فرماتے ہیں شیعہ و سنی دونوں نے اسما بنت عمیسؓ خیرہ روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت رسول خدا
 جناب میر کو کسی کام پر بھیجا تھا اور اپنا زعفران بڑھ چکے تھے بعد کے جناب میر آئے حضرت نے
 انکی گود میں اپنا سر مبارک رکھ کر آرام فرمایا اور اسی حال میں وحی آئی یہاں تک کہ قریحہ آفتاب
 نوبت کے اور بعد وحی کے حضرت نے فرمایا ای علی تم نے نماز پڑھی جناب میر نے عرض کی کہ مجھ کو
 نہ ہو سکا کہ آپ سر مبارک زمین پر رکھ کر نماز پڑھتا اس وقت حضرت رسول خدا صلعم نے
 دعا کی کہ خداوند اعلیٰ تیری اور تیری رسول کی اطاعت میں تجا پس اس کے لئے آفتاب پھیرے و اسما
 کہا واللہ میں نے دیکھا کہ آفتاب پھلا و بلند ہوا اور سبک نہ ہوا کہ وقت فضیلت نماز عصر کا تھا اور
 جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نماز عصر پڑھ چکے پس فقہ آفتاب ہو گیا **جو تھا معجزہ**
 یہ ہے کہ حضرت کے اور آئے البیت کے لئے بہشت سے خوان کھانے اور سیوون کے آتے تھے صیبا
 کہ سب معتبر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا منقول ہے کہ ایک روز حضرت فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا
 بہریتیا کر کے حضرت رسول خدا کی خدمت میں لائیں اور اپنی دو نو فرزند ام حنظل و ام کلثوم
 علیہما السلام کو بھی گود میں لیں اس وقت حضرت نے فرمایا کہ میرا بن غم کو بلا جو قوت کے جناب
 امیر المؤمنین حاضر ہوئے حضرت نے ام حنظل اپنے دہنی طرف بٹھایا اور حضرت ام کلثوم کو بائیں
 طرف اور علی اور فاطمہ علیہم السلام کو سامنے اور پھر بٹھایا اور انیرا کی عبا اڑھا دی اور

تین مرتبہ فرمایا خداوند ایدہ سب سیر اہلبیت ہیں پس کس لشکر گناہ کو دگر اور ان کو
 پاک جو حق پاک کر نیکا ہر ائمہ سلمہ کہتی ہیں کہ میں جو کھٹ پر کھڑی تھی مینو عرض کی امیر رسول
 خدا ان میں بھی ہوں حضرت نے فرمایا تمہارا انجام بخیر ہو لیکن تم ان میں داخل نہیں ہو
 اور اس وقت جبریل بہشت سے ایک طبق نالوارنگو رکالائے اور جب حضرت نے اپنے دست مبارک
 میں نالوارنگو رکو تو وہ دونو تسبیح خدا پڑھتے تھے پس حضرت نے ان کو تناول فرمایا اور پھر
 حلوان حسین کو دئے تو وہ انکے بھی ہاتھ میں سجان اللہ کہتے تھے اور انھوں نے بھی انکو تناول کیا
 اور پھر علی کو دئے انکے بھی ہاتھ میں تسبیح پڑھتے تھے پس انھوں نے بھی تناول فرمایا اور
 وقت صحابہ میں سے ایک شخص آیا اور اسنے جا ہا لانا را اور انکو رکو کھا کر جبریل نے کہا کہ کوئی
 ان بیرون کو نہیں کھا سکتا ہی مگر پیغمبر یا وصی پیغمبر یا فرزند پیغمبر اور دوسری روایت عائشہ
 سے ہے کہ ایک درہم پیغمبر نے علی کو کسی کام پر بھیجا تھا اور جب علی آئی حضرت میر محمد بن
 کھڑے ہو گئے اور صحن تک چلے آئے اور پناہ تھانے لگ گرن میں والدینا ناگاہ ایک برآیا اور
 یہ دونو صاحب اسمین غائب ہو گئے اور جبریل برہا گیا میں نے دیکھا کہ حضرت ہاتھ میں ایک خوشہ
 انکو فیہ تھا اور اسکو تناول فرماتے تھے اور علی کو بھی دیتے تھے اور وہ بھی کھاتے تھے اسوقت میں نے
 کہا امیر رسول خدا تم آکھاتے ہو اور علی کو بھی کھلاتے ہو اور مجھ کو نہیں دیتے حضرت نے فرمایا کہ
 یہ یہ وہ بہشت ہے اسکو کوئی دنیا میں نہیں کھا سکتا ہی مگر پیغمبر یا وصی پیغمبر اور سید معتبر کتبہ شیعہ
 اور سنی دونوں میں اس سے روایت ہے کہ ایک درہم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 اور ایک کپڑا پر تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا کہ تو اس مقام پر جا کہ وہاں علی بیٹھے ہیں اور
 سنگریز و تسبیح خلائق مشغول ہیں انکو میرا سلام کہنا اور اس شریعہ سوار کر کے آکر
 میں گیا اور ان کو سوار کر کے لے آیا اور انھوں نے اس کے حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کیا حضرت نے جواب سلام دیکر فرمایا اے ابوالحسن میں جاؤ کہ یہاں سے پیغمبر بھی بیٹھے ہیں
 اور میں سب بہتر ہوں اور ہر پیغمبر باس انجا بھائی بھی بیٹھا ہے اور تم ان سے بہتر ہو بعد

اسکے انکسائی میں دیکھا کہ ایک بڑا یا اور حضرت علیؓ خدایہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے اسکی طرف اپنا دست مبارک بڑھا کر ایک غنیمتہ انکو زبرد لیا اور اپنے او علیؓ کو بیچ میں کھڑے فرمایا ای بھائی اسکو کھاؤ کہ خدا تمہارے اور تمہارے لکھو دیکھ بیچا ہی اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ انکسائی ہے کہ حضرت انسؓ بری طعام لیکر نوش فرمایا اور بانی بھی پایا اور پھر وہ غائب گیا بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ اسی ابرو میں ہزار تیرہ پیغمبرؐ کھایا اور پایا تھا بلکہ ان کے صیون نے بھی اور میں سب پیغمبرؐ کے بہتر ہوں ورنے علیؓ تم سب یوں کے بہتر ہو یا **یحیٰی بن محرزہ** حضرت کا یہ کہ جمادات اور نباتات و ظاہر ہوتا تھا چنانچہ جابر انصاری وغیرہ حضرت امام جعفر صادقؑ علیہ السلام سے روایت کی ہے جو وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے پہاڑوں پر تشریف لیجاتے تھے تو وسطے تعلیم جس جناب کے ہر سنگ اور رخت جھک جاتا تھا اور سجدہ کرتا تھا اور کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ اس معجزہ شریف میں ایک حکایت لطیف ہے کہ شرح تخرید میں علامہ حلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شیعہ و سنی دونوں روایت کی ہے جو وقت کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے مکہ مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور وہاں ایک سجدہ کی تو اس مسجد کی محراب کی طرف ایک سخت خرمے کا تھا کہ حضرت انسؓ نے تکیہ کیا خطبہ فرماتے تھے کہ ایک مرد رومی آیا اور اس نے عرض کی اگر حکم ہو تو میں آپ کے لئے ایک نہرتیار کروں چنانچہ اس نے تین نیو کا منبر حاضر کیا اور حضرت انسؓ پر قدم نہ فرمایا اور وہ سخت نالہ و فریاد کرنے لگا پس حضرت نبیؐ اتر کے اس کے پاس تشریف لائے اور اسکو اپنی آغوش میں لیا تا خاموش ہوا اور فرمایا کہ اگر میں اسکو اپنی آغوش میں لیتا تو یہ قیامت تک زیاد کرتا رہتا اور دوسری روایت میں یوں ہے جو وقت کہ حضرت منبر پر تشریف لائے اور وہ دخت فریاد کرنے لگا تو حضرت اسکو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ شکافہ کے حاضر ہوا حضرت نے اسکو اپنی آغوش مبارک میں لیا جب اسکی تسکین ہوئی لیکن بنی امیہ نے بعد وفات کا یہناج اسکو کھڑا کر رکھ کر تیار کیا اور اس دخت کو بھی کاٹ ڈالا اور کیا روایت میں یوں ہے کہ اسکو کھود کر زیر منبر

کر دیا چھٹا معجزہ یہ کہ حضرت کی انگشتانِ مخزنِ نشان سے ایک ایسا چٹنبانی نکلا
 جاری ہوتا تھا کہ اسکو پیاسی سپکیر سیرا بھی جاتی تھے چنانچہ حیاتِ القلوب میں بخود علی علیہ السلام
 فرماتے ہیں کہ راوندی اور ابنِ شہر آشوب وغیرہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
 روایت کی ہے کہ جب امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں ہمراہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ
 وآلہ و آلہ کفر میں گیا اور ایک منزل میں پہنچا کہ اس منزل میں بانی نہ ملا اور تمام لشکر پیاسا تھا ابیر
 حضرت علی خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے اہلِ طرف منگایا کہ اس میں تھوڑا بانی تھا اس کے اندر اپنا
 دست مبارک کھد دیا اور حضرت کی گھائیوں کا بانی اس قدر جاری ہوا کہ تمام لشکر نے پیاس
 اور پیو گھوٹوں کو اور شتروں کو بھی پلایا اور ظروف بھی بانی سے بھر لئے اور اس شکر میں
 تیس راہمی اور بارہ ہزار گھوٹے اور بارہ ہزار شتر تھے اور پھر حیاتِ القلوب میں بخود
 مجلس علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ طبرسی اور راوندی اور ابنِ شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے
 کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں ایک جامع نے عرض کی کہ ہمارے کنوئیں کا بانی
 کم ہو گیا اور شور بھی ہو گیا ہے اور حضرت کے کنوئیں پر تشریف لائے اور میں بتاؤں کہ میں ایک
 ڈال یا پسہ کنواں بانی سے بھر گیا اور میں بھی ہو گیا چنانچہ وہ اب تک کہے کہ ہمیشہ ہو
 اور محروف ہو اور اسکو عید کہتی ہیں اور اہلِ چاہہ اس پر فخر و مباہات کرتے ہیں رجبِ مبارک کی موسمِ شاد
 اس سے جا کر کہا کہ تو بھی ایک ایسا ہی معجزہ کرو وہ بھی ایک کنوئیں پر لایا کہ اس میں بانی نہایت
 تھا اپنا لعاب میں بخش اس بانی میں ڈال دیا پسہ بانی شور اور تلخ ہو کر خشک ہو گیا چنانچہ وہ
 کنواں اب تک میں میں مشہور ہے اور اسی قبیل سے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت
 کی ہے کہ ان حضرت ابی اصحابوں میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ میں کچھ کیفیت
 سلمان اور ابوذر کے اسلام لانے کی بتاؤں اس نے عرض کی کہ میں سلمان کے اسلام لانے سے وقت
 ہوں لیکن آپ کیفیت ابوذر کے اسلام لانے کی فرمائیں پس حضرت فرمایا کہ ابوذر مکہ منظر سے ایک
 مقام بطین مہر ہو اسجا اپنی گوسفندوں کو چراتے تھے کہ ناگاہ کہ ایک بھیڑیہ ہنی طرف سے آیا

ابو ذر نے اسکو اپنے عصا بھگا دیا پھر وہ بائیں طرف آیا ابو ذر اسکو ایک عصا ملا اور
 کہا کہ میں تجھے سا بھیر یا خبیث نہیں دیکھا اور وہ بھیر یا خبیث حالت پناہ کے اعجاز سے گویا
 ہوا اور اس نے کہا واللہ اہل مکہ مجھ سے بدترین کہ خداوند عالم نے اُن پر اپنا پیغمبر بھیجا
 اور وہ لوگ انکی طرف نسبت دروغ کی کرتے ہیں اور انکی شان میں کلمات بیہودہ کہتی ہیں
 یہ آج ذر نے یہ مسئلہ اپنی عورت کہا کہ میرا توشہ اور لوٹا اور عصا لے آ اور لے کر مکہ کی طرف
 روانہ ہو کہ جو بھیر ہے کہا ہی اسکو دریافت کروں و بعد طسفت کے اسوقت مکہ میں پہنچ کر ہوا
 بہت گرم تھی اور سببِ حمت لوگ اپنے تشنگی غالب تھی کہ نزدیک چارہ زمرم کے آئے اور اس میں سے
 ایک لوٹا پانی کا کٹا لادیکھا تو وہ دودھی بھرا ہوا تھا اسوقت ابو ذر کے دل میں آیا کہ یہ اس
 پیغمبر کا بھرا ہو جسکی مجھ بھیر ہے خبر دی تھی اور اسکو نی کر مسجد میں دیکھا کہ کچھ لوگ قریش سے
 حلقہ باندھے بیٹھے ہیں یہ بھی انکے پاس بیٹھ گئے دیکھا کہ وہ لوگ اس پیغمبر کو برا کہتے ہیں جسکا اس
 بھیر نے کہا تھا یا بیشک کہ آخر روز ہوا کہ ناگاہ حضرت ابوطالب شرف لائے اور وہ لوگ انکو
 دیکھ کر کہیں کہیں لگے کہ چلے ہوا نکاح آتا ہی اسوقت اُن لوگوں نے حضرت کی خدمت اپنی زبان
 بند کی اور حضرت ابوطالب بائیں گئے لگے ابو ذر کہتے ہیں جبوقت کہ حضرت ابوطالب اُن
 لوگوں میں آٹھے میں انکے ساتھ ہوا انھوں نے پھر کر میری طرف فرمایا کہ تیری کیا حاجت ہے
 میں عرض کی کہ میں اس پیغمبر کی تلاش میں آیا ہوں کہ جو تم میں مبعوث ہوا ہی حضرت ابوطالب
 نے فرمایا کہ تجھ کو اُن سے کیا کام ہو میں نے عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ انکی نبوت پر ایمان لاؤں اور
 جو کچھ وہ فرمائیں اسکا اقرار کروں حضرت ابوطالب نے فرمایا کہ تو اپنی منزل پر نہایت رسیدگار ہو
 عرض کی البتہ پھر حضرت ابوطالب نے فرمایا کہ تو کل اسی وقت میرا پاس آ تاکہ میں تجھ کو انکی
 خدمت میں پہنچا دوں گا اور میں اسی مسجد میں تمام شہر کا جمع ہونی اور میں انکی فروں میں بیٹھا
 دیکھا کہ پھر وہ حضرت کی خدمت کرنے لگی اور جیسا ابوطالب نے شرف لائے اُن سے اور باتیں کرنے
 لگے جبکہ ابوطالب ان سے اٹھے میں انکی ہمراہ ہوا انھوں نے مجھ سے فرمایا جو کل تم نے مجھ سے

کہا تھا اُس پر عمل کر بیجا میں نے عرض کی البتہ اور وہ مجھ کو حضرت حمزہؓ کے گھر لے گئے میں نے ان کو سلام
 کیا انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ تو پیغمبر کو کہنے پوچھتا ہے میں نے عرض کی کہ میں ان کی رسالت کا ایمان
 لاؤنگا اور ان کے حکم کو بجا لاؤنگا پھر انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ تو گو کہ ابھی تیرے کہ خداوند عالم
 واحد ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہیں میں نے کہا کہ شہدائے اللہ لا الہ الا اللہ
 وان محمدًا رسول اللہ اور حضرت حمزہؓ مجھ کو جعفر طیارؓ کے گھر لے گئے اور میں نے ان کو بھی سلام کیا اور اپنی
 حاجت بیان کی وہ مجھ کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے دولت سرا پر لے گئے میں نے ان حضرت
 کو بھی سلام کیا اور اپنی حاجت عرض کی اور کلمہ شہادتین پڑھا اور وہ حضرت مجھ کو جناب
 رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے میں نے اس جناب کو سلام کیا اور پڑھ گیا
 مجھ سے فرمایا کہ تیری کیا حاجت ہے میں نے عرض کی کہ میں ان کی رسالت کا ایمان لایا ہوں
 پس جو حکم ہو اُس کو بجا لاؤں حضرت نے فرمایا کہ کلمہ شہادتین کو پڑھ جب میں پڑھا مجھ سے
 فرمایا اے ابو ذر تو ابھی اپنے وطن سے جا کہ تیری جاتے جاتے تیرے چچا کا بیٹا فوت ہو گا
 اور تیری سوا اس کا کوئی وارث نہیں ہے تو اس کا مال لے لیا اور اپنے اہل عیال میں بٹھا جب تک
 کہ میری نبوت ظاہر ہو پھر میرے پاس آنا پس ابو ذر رخصت ہو کر اپنے گھر آئے کہ ان کے
 چچا کا بیٹا مر چکا تھا ابو ذر نے اس کے مال کو لیا اور اپنے صرف میں لائے اور اپنی گھر میں
 یہاں تک کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں ہجرت فرمائی اور اسلام
 رواج پایا اُس وقت ابو ذر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر بس حضرت امام جعفر صادق
 علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ یہ صورت ابو ذر کے اسلام لانے کی ہے اور تو نے خبر سلیمان
 کے اسلام لانے کی تو سنی ہے چونکہ اُس نے خطا کی تھی کہ حضرت کے دونوں احوال کو نہ پوچھا اُس وقت
 وہ کہاں البتہ ان ہوا اور حضرت التماس کیا کہ کیفیت سلیمان کے بھی اسلام لانے کی فرمائی
 حضرت نے کچھ نہ فرمایا اور معلوم ہو کہ جناب اس الہی نے بعد اسطہ حضرت سید الانام
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ابو ذر کو شہید بننے اسلام کھراوات جلیل کرامت فرمائی جیسا کہ

راوندی اور ابن شہر آشوبی ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو کہ ابوذر نے کہا کہ میں نے
 حضرت سیدنا خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی بہت عین حضرت مجھے فرمایا کہ ای ابوذر میری سفید
 کیا ماجر تھا میں نے عرض کیا کہ اُن قصہ عجیب کہ میں لیکر نماز پڑھتا تھا کہ ناگاہ ایک شیر
 نے میری گوسفندوں پر حملہ کیا اور میں سے ایک کو پکڑ لیا مگر میں نے نماز نہ توڑی اور شاہد القلوب
 میں یوں روایت ہو کہ ابوذر نے عرض کی کہ میں نے نماز نہ توڑی ہر چند کہ شیطان میری سوسا
 کہ تو مال دنیا سے کچھ نہیں لھتا پس اگر تونے نماز قطع نہ کی تو یہ بھیڑ یا تیری گوسفند کو زندہ نہ چھوڑا
 پھر تیری ہاتھ میں کوئی چیز باقی نہ رہی لیکن اس وقت میری دل میں آیا کہ اگر میری ہاتھ سے مال دنیا
 جاتا تو جاکر محمدؐ کے سیر ہاتھ میں ایمان نبیؐ برحق کا اور محبت اُنکے اہلبیت کی موجود ہو
 کہ یہ مال دنیا سے بہتر ہے پس میں نماز میں مشغول ہا کہ ناگاہ ایک شیر آیا اور اس نے بھیڑ سے گوسفند
 کو چھڑا کر کہ کیطوف وار نہ کیا اور مجھ سے کہا ای ابوذر اپنے دل کو نماز کی طرف جمع رکھ کہ خداوند
 حکم تیری گوسفند و نہر مول کیا ہو اور جب میں گائے فارغ ہوا اس شیر نے مجھ سے کہا کہ ای ابوذر
 جناب اللہ کی خدمت میں جاکے عرض کر کہ خدا نے عزوجل نے آپ کی ہتھکے گوسفندوں پر ایک شیر
 مقرر کیا ہے کہ انکی محافظت کرے اور اسی طرح ایک اور روایت میں بقول ہے کہ حضرت سالت
 بنیاد نے سفینہ آرا درود اپنے کو نامہ یا کہ میں میں معاذ کے پاس جاسے اسے انشاء راہ میں ایک شیر کو دیکھا
 کہ وہ درمیان آتے کے بیٹھا ہو اور وہ خوف میں گئے شیر سے کہنے لگا کہ میں جناب رسول خدا کا قصہ
 ہوں اور اس جناب کا نامہ معاذ کے پاس جاتا ہوں اور وہ شیر میں نے بقدر ایک تیر ہر تاب کے
 سے ہٹ گیا اور وہ ان ایک وار بلند کر کے رہے دوڑ چلا گیا اور جب وقت کہ سفینہ اُس طرف سے پھرا
 اور اس نے پھرائی جا پر اس شیر کو دیکھا اور پھر اسے راہ سے دوڑ جا کر ایک وار بلند کی پس سفینہ حضرت
 کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ نقل بیان کی حضرت فرمایا کہ اے سفینہ اُسکی پہلی صدایہ تھی
 کہ اس نے تجھ سے پوچھا کہ حضرت رسول خداؐ کس طرح سو میں اور دوسرے صدایہ تھی جب وقت کہ تو
 بہر اسے کہا کہ رسول خداؐ کو یہ اسلام پہنچا دینا اور اسی طرح راوندی وغیرہ شیعہ و سنی دونوں

معدنوں کی روایت کی ہو کہ سفینہ نامی آزاد کردہ جناب سول خدا کہتا ہو کہ حضرت نے مجھ کو
ایک جنگ میں کہنیں بجاتھا اور میں کشتی پر سوار ہوا اتفاقاً بیچ دریا میں دھنستی ٹوٹ گئی اور
میرے سب رفیق اور اساعین ہو گیا اور میں ایک تختہ پر تہنہ رہ گیا کہ ناگہان ایک ایسی موج
آئی کہ اس نے مجھ کو بہاڑ پر پھینک دیا جب میں بہاڑ پر آیا دوسری موج نے مجھ کو بہر دریا میں
ڈال دیا پس اسی طرح کئی مرتبہ ایک موج کے بہاڑ کے اوپر پھینک دیتی تھی اور دوسری موج
آئے مجھ کو بہر دریا میں ڈال دیتی تھی آخر ایک موج نے مجھ کو خشکی میں پھینکا اور میں شک خدا کیا پھر میرا
درد پاک سرگردان اور حیران پھرتا تھا کہ ناگہان میں نے دیکھا کہ جنگل سے ایک شیر نکلا اور مجھ کو
دیکھ کر میری طرف چلا اسوقت میں نے اپنی جان کا ہاتھ دھو کے درگاہ جناب باری میں دعا کی
کہ خداوند امین تیرا بندہ ہوں اور آزاد کردہ تیرے پیغمبر ہوں اور تیرے مخلوق ہوں سے نجات
آیا اب غلے مجھ پر شیر کو مسلط کیا ہے ناگہان میری دل میں آیا اور میں شیر سے کہا کہ اے شیر میرا نام
سفینہ ہے اور میرے مولا جناب سول خدا ہیں پس رحمت اس جناب کی مجھ کو بلا کر دے اور اللہ حبیب
یہ کہا وہ شیر مثل گر بنے میری پاس آیا اور اپنا منہ میری دھنیاؤں پر رکھی بائیں سر پٹتا تھا اور بعد
اسکے میری منہ کی طرف لپکھ کر بیٹھ گیا اور مجھ کو اشارہ کیا کہ مجھ پر سوار ہو جب میں اس پر سوار ہوا اور وہ
مجھ کو سیر عظام ایک جزیرہ میں لے گیا کہ وہاں درخت سیوہ دار بہت تھے اور پانی بھی شیرین تھا اس نے
مجھ کو اشارہ کیا اور میں اس پر سوار ہو کر اتر آیا اور پانی پیا اور انہیں سے کچھ میوے کھائے اور کچھ پتے توڑ کے
اپنی عورتیں کو چھپایا اور کپڑوں بانی میں غنیمت دیا جب میں اس سے فارغ ہوا پھر وہ شیر بیٹھ گیا اور مجھ کو اشارہ
کیا کہ سوار ہو جب پھر میں پر سوار ہوا اور وہ مجھ کو دیکھ کر لے لے گیا میں نے دیکھا کہ ایک کشتی چلی جاتی تھی اس
وقت میں نو کپڑی کو ہلایا اور انھوں نے دیکھا اور کشتی کو پھیر کے میری پاس آئی اور مجھ کو شیر پر سوار پایا
اور کو نہایت تعجب اور کہا لا الہ الا اللہ تو کوں ہے جن یا انسان میں کہا میں سفینہ ہوں اور میرے
مولا جناب سول خدا علیہ السلام ہیں انہیں جناب کے واسطے سے شیر میرا مطیع ہوا انھوں نے
حضرت کا نام مبارک ثنا کشتی ٹھہرائی اور اسے دواں بنا کے لے لے ڈال دیا اور ایک دھوپوئی

کشتی پر دشمنوں کو سوار کر کے میری لئے کپڑی بھیجیں میری نیچے اتر اور وہ شیر مجھ سے دوڑا
 ہو کے جلو کھینچ لگا جب میں کپڑی پہن چکا اے میں نے ایک شخص سے کہا کہ تم میری کانڈی پر سوار ہوتا میں
 اٹھ کر کشتی پر پہنچاؤں اس وقت میں شیر کے پاس گیا اور میں اس سے کہا کہ خدا تجھ پر اسے خیر فرمائے میں نے دیکھا
 کہ یہ سنے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور وہ اسی جگہ کھڑا رہا یہاں تک کہ میں کشتی پر سوار ہوا
 اور کچھ دیر بعد جب تک کہ میں اس کی نظریں غائب ہو گیا **ساقی** ان معجزہ حضرت کا یہ ہے کہ نابینا کو بینائی
 اور برص کو شفا بخشتی تھی اور امور عین کی خبر دی تھی جیسا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام
 سے منقول ہے کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین شریف دیکھتے تھے کہ ایک روز حضرت
 کاے قریش نے کہا اے محمد ہمارا پروردگار نبیل کہ ثابت ہے اور وہ بیماروں کو شفا دیتا ہے
 اور ہم کو بلا کت نجات بخشتا ہے حضرت نے فرمایا کہ یہ یہ روئے کہتی ہو وہ کسی چیز پر قادر نہیں ہو سکتا
 عالم ہر چیز پر قادر ہو گا فروغ کہا اے محمد ہم ڈرتے ہیں کہ بیل تم کو نہ مار کر دے اور مرض فالج اور
 لقوے میں مبتلا کر دے اس لئے کہ تم اس کی پریشی سے لوگوں کو منع کرتے ہو حضرت نے فرمایا کہ مرض
 شفا کا دنیوی والا خداوند عالم ہو گا فروغ نے کہا اے محمد اگر تم سچ کہتے ہو تو اپنی خدا سے کہو کہ ہم کو
 ان بلاؤں میں گرفتار اور مبتلا کر دے تا ہم بیل سے سوال کریں وہ ہم کو شفا دے تو کبھی معلوم ہو نہیں
 سکتا اے پروردگار کا شریک ہے اس وقت جبریل نے آئے عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 اقدس الہی نے فرمایا کہ تم کچھ لوگوں پر نفیریں کرو اور کچھ لوگوں پر علی نفیریں کریں تا میں ان کو بلاؤں میں
 گرفتار کروں اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سے بیس دیوں پر نفیر فرمائی
 اور میں دیوں پر حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے اسی وقت وہ اندھے ہو گئے اور فالج اور لقوے
 میں مبتلا ہو گئے اور ان کے گریہ سے اور بدن میں جھنجھکاؤ سے اور ماتحت اور باؤں جدا ہو گئے اور کھانا
 کوئی عضو صحیح نہ رہا سوائے زبان اور کان کے جب حال ان لوگوں کا پہنچا اور ان کے اقربا
 ان کے آنکھوں بیل کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ ان پر محمد اور علی نے نفیریں کی ہوں اور خدا چاہے ان کو پہنچا ہی
 اتنا کھانا شفا دی اور اچھا کر دے اس وقت قدرت سے بیل کو یا ہوا او کہی لگا کہ ای دشمنانِ امین

کسی مہر قدرت نہیں تھا اور میں اس شخص کی قسم کھاتا ہوں کہ جتنی مسجد کو اپنی تمام خلق پھر بھی ملے
اور انکو مرتبہ بروں بہتر اور افضل کیا ہو گا اگر کچھ بھی لغو نہیں کریں میرے بعض احوال جو خدا
ہو جائیں وہ گریہ پڑیں پھر میری اجزا کو ہوا میں اڑا دیں یہ کچھ بڑی نیریز اور کفار نبیل سی ونا امید
حضرت کی خدمت میں پھرتے اور زیادہ کی اور مجھ ہماری امید قطع ہوئی اور تم ہماری فریاد رسی کرو اور
اپنے خدا کو کہہ لو کہ بلاؤں سے بچاتے اور ہم عہد کرتے ہیں کہ تم کو کوئی پھر زیادہ دیکھا اور ان
میں آدین کو کہ جن پر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نفرین کیا تھی حضرت کے سامنے حاضر کیا اور ان
دس آدمیوں کو جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے سامنے حاضر کیا اور ان دونوں بزرگوں نے ان سے
فرمایا کہ تم اپنی اپنی آنکھیں بند کر کے کہو کہ خداوند اہم تجھ کو قسم دیتے ہیں محمد اور انکی آل اظہار کی کہ
ہم کو صحت عنایت فرما پس جس وقت کہ یہ سبھوں نے کہا کہ صحیح اسلام ہو گئے اور ایمان لای اور باقی
کفار قریش بنی شفاعت پر رہے حضرت ان سے فرمایا جو کہ ایمان لائے تھے کہ تم جاہتی ہو کہ
میں تمہارے عقائد کو زیادہ کروں انھوں نے عرض کی البتہ حضرت نے فرمایا کہ میں تم کو وہ چیز بتاؤں
جو کہ تم کھا اور چھوڑ کر آئے ہو اس وقت حضرت ملائکہ سے فرمایا کہ ان کے کھانے کو معذہ درخوان
اٹھا لاؤ دیکھا کہ سو کھانا کھانا سو ترخوان آیا حضرت نے ان سے فرمایا اے مہر خدا کہہ
انھوں نے تجھ سے کس قدر کہا یا اور کس قدر چھوڑ دیا تھا پس وہ طعام گویا ہوا اور ہر ایک شخص
کی مقدار غذا کو بتا دیا حضرت نے پھر فرمایا اے طعام کہہ میں تجھ کو طعام لے کہا کہ آتے بغیر
خدا ہیں پھر حضرت نے جناب امیر علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ یہ نیکو طعام لے کہا کہ
یہ کسے بھائی اور زبیر و خلیفہ ہیں اور خلفائے بہتر ہیں اور انھی حضرت ام حسن کرمی سے
بوجھ آیا حضرت رسول خدا کے معجزہ اور جناب امیر علیہ السلام کے معجزہ مثل مجری حضرت سہیل کے
تھے حضرت نے فرمایا کہ علی بن مرزہ جان سؤل تھے اور علی کے معجزے سؤل خدا کے معجزے تھے
اور رسول خدا کے معجزے علی کے معجزے تھے اور جناب امیر علیہ السلام کے معجزے سؤل سؤل سؤل سؤل سؤل
معجزے بلکہ ان سے زیادہ پیغمبر آخر الزمان عنایت فرمائے تھے انھوں ان معجزہ معجزہ

حضرت شی کے معجزی سے بہتر تھا جیسا کہ احتجاج طبرسی میں حدیث طولانی میں منقول ہے کہ حضرت
امیر المؤمنین علیہ السلام سے ایک یہودی نے کہا کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو ایک عصارہ دیا تھا
کہ وہ وقت اظہار معجزہ کے بصوت اتر دے گا ہو جاتا تھا حضرت نے فرمایا کہ خدا نے ہمارے
پیغمبر اس سے بہتر معجزہ کر دیا تھا چنانچہ البوجل بن ہشام نے ایک شخص سے ایک اونٹ لے
لیا تھا اور اس کی قیمت دیتا تھا اور شراب کیاب میں مشغول رہتا تھا اور حبیباؤں بیچنے والا
اس کی جیلہ سازی سے مراد ہوا تو ایک گھرنے اس سے کہا کہ اگر تو کہو تو میں تجھ کو اس شخص کو بتا دوں
کہ جو گھرنے کو گونجے حقوق کو دلوادیتا ہو اس نے حال اضطراب میں بوجھا وہ کون ہے
اس کا گھرنے نے قبضہ کیا حضرت کو بتا دیا اس لئے کہ البوجل آرزو کرتا تھا کہ کوئی سبب ہو کہ مجھ سے
پس کسی کام کو آئیں اور نہ پناہ بخدا میں ان سے استہزا کروں اور ان کی حاجت نہ کروں غرض وہ اونٹ
کا بیچنے والا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں نے سنا ہے کہ آپ عمر بن ہشام سے
راہ و رسم زیادہ ہو اس میں اور نہ مول لیا ہے اور اس کی قیمت نہیں دیتا آپ اس میری سفارش
کریں حضرت نے راہ حسن خلق کے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کی ساتھ عمر بن ہشام کے پاس شریف
لائے اور اس سے فرمایا کہ ای البوجل اس شخص کے حق کو ادا کر اور جب تک کینت اس کی کوئی نہ جانتا
تھا میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور حبیباؤں و نٹ کی اس کے حوالہ کر دی اور حبیباؤں اپنی محفل سے
جلا اس کے بارون نے اس سے کہا کہ تو مجھ سے ڈر گیا البوجل نے کہا وائے پتھر جا بے تم میرا
عذر سنو اور گونہ منکر و جھوٹ کہ میں نے حضرت کو دیکھا کہ انکے دہنی طرف کچھ لوگ تھے
اور انکے ہاتھوں میں حربے چکے تھے اور بائیں طرف انکے وارڈ ہے تھے کہ وہ اپنے دہنوں کو
چباتے تھے پس ان کی تند و تیز نگاہوں سے مجھ کو نہایت خوف آیا اگر میں شتر کی قیمت نہ دیتا
تو وہ دونوں اذہی مجھ کو کاٹ کھاتے اور میرے شکم کو چاک کرتے اور حضرت امیر المؤمنین نے
یہودی سے فرمایا کہ یہ معجزہ حضرت رسول خدا کا حضرت موسیٰ کے معجزی سے زیادہ ہے
نوائع معجزہ حضرت کا یہ ہے کہ ان سے گوشت بزمین بھی کلام کرتا تھا جیسا کہ

حضرت امیر المؤمنینؑ ایک ہودھی فرمایا کہ اگر تو حضرت عیسیٰ کا اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ مردود کلام کرتے تھے پس جن بات پناہ کا حجرہ کئے معجزہ ہی زیادہ ہو کہ جوق اس خباثت اہل طاعت کو محاصرہ فرمایا انھوں نے ایک کبریٰ کو بیچ کر کھائے گوشت میں ہر ملا یا اور اسکو کباب کیے حضرت کی خدمت میں لانا اور وہ گوشت بریان قدرت خدا سے گویا ہوا اور اس نے کہا کانا کھائے فانی و مستمور یعنی نہ کھائے آپ محقق کہ مجھ میں ہر ملا یا گیا ہی پس یا ہونا جیو یا نہ ہونا یا نہ کھائے اس خباثت خود بریان قاطع تھا چہ جا کہ گوشت بریان **دسواں معجزہ** یہ ہے کہ حضرت درخت بھی کلام کرے تھے جیسا کہ نبی البلاغہ میں خباثت امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک درمیں خباثت خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے پس حاضر تھا کہ ان حضرت کی خدمت میں کچھ لوگ شرافت فریشتہ سے آئے اور انھوں نے کہا ای محمد تم دعویٰ پیغمبر کیا کرتے ہو اور تمہاری کسی عزیز نے یہ دعویٰ نہیں کیا پس ہم تم سے کیا امر کا سوال کرتے ہیں اگر تم اسکا جواب دیتو ہم جانینگے کہ تم پیغمبر ہو اور اگر تم نے جواب باصواب نہ دیتو ہم جانینگے کہ تم ساحر ہلو و دروغ گو حیات القلوب میں خونہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس وقت حضرت نے فرمایا کہ تمہارا کیا سوال ہو انھوں نے کہا کہ اس درخت کو ہماری باسن لالو اور یہی جڑ سے کھڑکے آئے اور تمہارا پاس کھڑا ہو حضرت نے فرمایا کہ خدا سب پر قادر تو نا ہی پس اگر میں اس درخت کو بلا کوں تم ایمان لائے انھوں نے کہا البتہ حضرت نے فرمایا جو کچھ کہ تم نے سوال کیا میں تم کو دکھا دیتا ہوں لیکن میں جاننا ہوں کہ تم ایمان لالو گے کہ تم میں ایک جماعت کے جہان میں کشتہ ہوگی اور چاہ بدر میں کرے گی اور تم میں ایک جماعت ہے کہ وہ لشکر و تیار اور اس کے پیچھے مجھ سے لڑنے کو آئیگی پس یہ کہیے حضرت نے اس درخت سے فرمایا کہ لے رخت اگر تو خدا اور اس کے اور روز قیامت کا ایمان رکھتا ہو اور جاننا ہے کہ میں پیغمبر رسول خدا ہوں تو میں خدا سے آٹھ کھڑکے میری پاس آؤ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قسم خدا و جلیل کی کہ اس نے خباثت خدا کو برائت بھیجا ہے وہ درخت زمین کھڑکے حضرت کی طرف روانہ ہوا

اور اسمیج ایک ناز آتی تھی نند آواز مرغون کی اور وہ درخت حضرت کج پاس کے ایسا سوا
اور نپا سہ حضرت سمر پیر ڈالا اور اپنی ایک شاخ کا حضرت سمر بارک چتر کیا اور دوسری شاخ
سے میرو سر پر کیا اور میں حضرت کج دنی طرف کھڑا تھا اور عجزہ دیکھ کر کافرون نے کہا کہ اے
محمد اس کے کہو کہ دو نیم ہو کر نصف قائم رہو اور نصف اپنی جگہ پر چلا جا جس وقت حضرت نے اس
درخت سے فرمایا اور وہ دو نیم ہو کر نصف اپنی جگہ پر چلا گیا پھر ان کافرون نے کہا کہ اس نصف کو بھی
کہو کہ اس میں جا کے مل جائے جی حضرت نے فرمایا نصف اس نصف میں جا کے مل گیا اور حالت اصلی پر ہو گیا
اس وقت یہ کہہ لا الہ الا اللہ جو کہ پہلا یا ال یا یہ وہ میں ہوں پس ان کافرون نے
کہا کہ تم بڑے جہاد اور بہادر جادو عجیب اور بہتاری تصدیق نہیں کرتا مگر یہ شخص جو کہ تمہارے
پہلو میں کھڑا ہے کیا یہ **محوال معجزہ** ہے کہ حضرت کج انسانی عوی پر پہاڑ بھی گواہی دیتے تھے
جیسا کہ تفسیر حضرت امام عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے یہ یہودیوں کی
حق میں نازل فرمایا **قَسَتْ قُلُوبُكُمْ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدَّ قَسْوَةً** لایہ
یعنی ای یہودی سخت ہیں دل تمہارے پس مثال سچہ کی ہیں کہ شدت یہاں سختی میں ہو مگر بعضی فقیر
ایسے ہیں کہ ان سے نہرین جاری ہوتی ہیں سو وقت یہودیوں نے کہا ای محمد تم دعویٰ کرتے ہو کہ ہمارے
دلوں میں الفت نہیں ہے اور ہم اپنی مال کو راہ خدا میں فقرا اور مالکین کو نہیں دیتی ہیں تم کہہ رہے ہو کہ
ہمارے دلوں میں پتھر زیادہ ہے ہاں ہم کسی بہاڑ کے پاس چلو کر وہ تمہارا قول کی گواہی دے تو ہم
پر لازم ہے کہ ہم تمہاری متابعت کریں اور اگر وہ تمہاری تلمذ کرے یا تم کو جواب دے تو ہم جانیگے
کہ تم نے جھوٹ کہا حضرت فرمایا بہتر ہے تم جہاں ہو جو نیکو دین سکے پاس چلوں یہودیوں
نے ایک پہاڑ کو جو نیکو کیا کہ وہ آج دور تھا اسکے پاس حضرت کج لے گئے حضرت نے اس پہاڑ سے
فرمایا کہ میں تجھ سے پوچھتا ہوں بحق محمد و آل محمد کہ خداوند عالم نے ان سے ہوں کہ لینے
سے تو بآدم قبول فرمائی اور انہیں ہوں کی برکت سے عرش کو شکیب کیا اور پھر فرشتوں
دوئیں پر قرار دیا سچ کہو کہ یہودیوں کے دل میں کس قدر قساوت ہی پس یہ پہاڑ بلبلیا

اور سینک پانی جارتی او ایک در بند ہوئی کہ اسے مٹھ دیکھ لی اہی تیاہوں کہ اس سوال خدائے برحق پر
اور عالم کے پیشو اور سرار ملین ریلن سکے بھی گواہی دیتا ہوں کہ ان پر یوں کہ دل پتھر سے بھی سخت
ہیں اس لئے کہ بھی پتھر سے بھی پانی نکلتا ہے لیکن ان کے دل نہیں پیسے ہوں میں اس کی بھی اہی دیتا ہوں
یہ کی طرف نسبت رخ کی کرتے ہیں یہ خود کا ذوق دروغ کو ملین پروردگار عالم پر فترا اور بہانہ کرتے ہیں
حضرت نے فرمایا کہ میں تجھ سے پوچھتا ہوں کہ خداوند عالم نے تجھ کو میری اطاعت کا حکم دیا ہے میں جو چکھ
تجھ سے کہوں اور پوچھوں اسکو بیان کہ خدا عزوجل نے تمہارا دل کی آل طاہر کی برکت کی فوج کو طوفان
نجات بخشی اور پر اسم پر آتش سرد کی اور کو اس آتش میں سلا رکھا اور تخت مزین پر تم کو فرمایا اور
اس پر فرشتے کیا رنگین کچھا تھا کہ مثل اس کے کسی دشمن نے دیکھا نہ سنا ہو اور اس تخت پر انواع اقسام
کے درخت تھے کہ اس میں ہر ایک فصل کیوڑ و درخت کے پھول لگے ہوئے تھے کہ کہا جو کچھ کہ اپنے فرمایا
اور حق ہو اور میں اہی تیاہوں کہ اگر اپنے اسے سوال کریں کہ دنیا کے تمام آدمیوں کو کون و زمین کی تو
وہ کہے اور نہ کہ دے اور اگر اپنے اسے چاہیں کہ فرشتے کو دے وہ کہے فرشتے کو دے اور اگر آپ
خدا سے دعا کریں آتش کو بج کر دے رنج کو آتش کر دے وہ وسیط کر دے اور اگر اپنے اسے کہیں کہ آسمان زمین پر
لا اور میں آسمان پر لیجا تو وہ سی طرح کر دے اور میں اس کی بھی گواہی تیاہوں کہ خداوند عالم نے آپ کی فرمانبرداری
میں ہمانوں اور مینوں اور بہاروں اور باریاؤں کو دیا ہے میں جو کچھ کہ آپ حکم فرمائیں ہم اسکو بجا لائیں
بغداد ہر معجز کے بہو دیوں کہ اسی محمد نے اپنے کسی حکم کو اس کے سچے بٹھایا ہے کہ وہ بائیں تان
اور ہم ہم سے کہتی ہو کہ بہار بولتا ہے اگر یہ سچ ہو تو ہم بہار سے دو چار کے اسکو اپنی بائیں بائیں لے کر رہا
تو ہم جائیں گے یہ مجھ سے بہار ہے اسوقت حضرت نے ایک پتھر کو کہ وزن بائیں رطل تھا اشارہ کر کے
فرمایا کہ اسے سنگ دھر آج بے پتھر فرسایا حضرت نے پوچھوں کہ فرمایا کہ تم سب اسکو اٹھا کر سنو کہ کیا
کہتا ہے اور وہ سنگ حکم خدا کو یا ہوا اور اس نے بھی ہی کہا جو کچھ کہ بہار سے آواز آئی تھی حضرت نے
پتھر مایا یا اس سنگ کی نسبت پر کوئی آدمی ہے کہ وہ تم سے بائیں کرتا ہے یہودیوں کہ نہیں
لیکن آپ بہار سے دور کیا اسکو اپنے بائیں لائیں اس سے کہیں دریا کے دو حصے ہو جائے

اور اوپر کا حصہ بچے آئے اور نیچے کا حصہ بڑے کا حصہ بن گیا وسطیٰ انکی تمام حاجت اس پہاڑ و درجہ
فرمایا کہ اسی پہاڑ پر محمد اور انکی آل ہمارے باوجود خدائے عظیم اس پہاڑ پر اس کی سب سے بڑی حاجت ہو
اور عرض کی کہ تم اس کے سطح پر فرمان بردار بن جو کچھ حکم ہو گا لائیں حضرت نے فرمایا کہ یہ لوگ کہتی ہیں کہ
تو بڑے کا حصہ کر دو نیم ہو گا اور نصف چوکا اوپر جا اور نصف اوپر کا نیچے آئے پہاڑ نے عرض کی کہ اگر
آپ کا حکم ہو تو میں اسی طرح ہو جاؤں حضرت نے فرمایا ہاں میں اس طرح ہو گیا اور کوہ نے یہودین کے کہا کہ
آیا معجزہ حضرت نے سنی ہے مجھے سو کم ہی کہ تم جن پر ایمان لائے تھے اس وقت سب ہی حیران ہو کر کہیں
دوسرے کا منہ کہنے لگے اُن میں بعض نے کہا کہ تم کو جا سفر نہیں دے بعض نے کہا کہ یہ شخص نصیب
اور جو کہ صاحب نصیب جو کچھ چاہتی ہیں وہی ہو جاتا ہو بارہواں معجزہ حضرت
کا یہ کہ مردوں کو زندہ کرتے تھے جیسا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت
میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی قریش جمع ہوئے آپ اور سوال کیا کہ ہمارے مردوں کو زندہ
کر دو حضرت نے جناب امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کہ تم صحابین جاؤ گے مردوں کا نام لیکر یاواز بلند
کہو کہ محمد رسول خدا تم سے فرمایا ہے کہ حکم خدا اٹھ کھڑے ہو اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے
لے کر اور حضرت کی طرف اشارہ کیا وہ زندہ ہو اور اپنے اپنے سرور سے خاک جھاڑنے لگے
قریش نے اُن سے جا کے پوچھا کہ یا تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ جانتے ہو جنہوں نے کہا کہ وہ بے شک
ہیں رضادوند عالم نے انکو دیکھا ہے ہمارے ہدایت کے بھیجا ہوا و ہم آرزو مند رہو کہ اگر اُن کا زمانہ
ہماری زندگی میں آتا تو ہم بھی انکا ایمان لے اور اسی طرح کے معجزے حضرت کے بہت ہیں اور جناب
احادیث میں بھی بیسیاں ہیں لہذا ہمارے قصدا کے اپنی چند معجزوں پر اکتفا کیا کہ انہیں مطلب
ماں ہو مطلب چھٹا معراج کے کچھ بیان میں ہی پہنچ شیعہ نہ رہو کہ جناب
پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضائل رفیعہ میں ایک معراج بھی ہو کہ اُس پر آیات و روایات بہت
واری ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے سُبْحَانَ الَّذِي اَسْمُوْهُ يَعْصِدُ عَنْ لِيْلٍ اَمِنْ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْمُنَوَّرِ لَوْلَا رُفِعَتِ الْاَرْضُ عَنْ حَوْلِهِ لَازِلَتْهُ مِنَ اَلْجَنَّةِ

اِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ یعنی سنہرہ ہو وہ خدا کہ نہ پہلائی اس نے بندہ اپنے
 رات کو مسجد الحرام سے طرف مسجد قصبی کی کہ وہ مسجد ہو کہ برکت عطا کی ہو کہ اگر دیکھ سکے وہ اس
 شخص کے کہ کھلا میں ہم اسکو نشانیاں غفلت جلال سے اپنی تحقیق کہ خدا عالم ہے ہر چیز کا جو سنتے
 اور دیکھنے کی ہے یہی علم اور فائز ہیں مراد مسجد الحرام سے کہ خطیب اسے وہ مہتمم ہو اور خود علیہ الرحمۃ
 میں کہ مشہور ہو یہی مراد مسجد قصبی وہ مسجد کا نام میں خیر و اشر ہو کہ اکثر حدیثوں میں یہ معلوم
 ہوتا ہو کہ اس میں مراد بیت المعمور کہ وہ جو تھا آسمان سے اور اسکا فاصلہ مسجد الحرام کی نسبت بیست
 زیادہ ہے وہ جو تکیہ قرآن مجید میں اس مسجد قصبی سے بیت المعمور ہو کہ تمام تو حضرت کے تشریف لیجانیے سے
 بیت المقدس میں لازم نہیں آتا کہ مسجد قصبی سے قرآن میں بھی یہی دہلویں کہتا ہو کہ مسجد الحرام سے
 مسجد اور بیت المعمور شریف لیکن ہوں مرقہ قرآن میں مسجد قصبی مراد بیت المعمور ہی ہو۔
 اسوئے کہ حضرت بیت المقدس میں بھی تشریف لیکن تھے جیسا کہ اکثر حدیثوں میں اور یہی اور احتجاج
 طبری میں آیت ہے جس تو کہ خداوند عالم نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت عظمیٰ
 اور انکو انبیا رسول کیا اور تمام خلق پر بھیجا پس ان حضرت کے مرتبہ معراج کا بھی عنایت فرمایا اور ان
 پر طلب کیا اور وہ اس کے معنی خبروں کو جمع کیا پس ان کے وہ چیزیں پوچھیں کہ جس کے لئے ان کو بھیجا
 اور ان چیزوں کے جس کا تھا ایف الہیہ میں بار اٹھا لیا تھا اس وقت میں خبروں کے حضرت سنا یہ
 کی اور ان کے وہی حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب کی فضیلتوں کا اقرار کیا اور ابن ابی عمیر علیہ الرحمۃ
 بسند خبر حضرت ذی علیہ السلام روایت کی ہے کہ ان حضرت فرمایا شخص کہ ان چار چیزوں میں
 ایک کا بھی انکار کرے یعنی معراج اور قبر میں سوال ان میں بہشت و دوزخ کا وہ ہمارے شیعوں
 میں نہیں ہے اور حدیث موثق میں حضرت ام رضا سے روایت ہو کہ جو شخص معراج کا ایمان لا
 اسے جہانوں کی تکذیب کی اور دوسری حدیث میں ارہو کہ ہمارے شیعوں میں جو شخص یہ
 کہ جہانیت خبر خدا کی معراج و بر شفاعت اور سوال خیرین اور بہشت و دوزخ اور طوطا و زمران
 صاب کا اور ذریعہ امت میں زندہ ہو گا ایمان لا کر اور حیات المقلب میں خود علیہ الرحمۃ

ہیں کہ آیات اور روایات ثابت ہوتا ہے کہ خلیفہ جانشانہ اپنے رسول مقبول کو ایک شہین
 تمام آسمانوں کی اور سردارین الہی اور عرش اعلیٰ کی فیئودی اور حضرت کو عجائب خلقت سماویات
 کی کھاد می اور ان پر راز پنهان کو القافرایا اور حضرت بیت المعمور میں یہ عرش الہی عبادہ
 خدایہ میں تم ہے اور ارواح انبیاء سے ملاقات کی اور بہشت میں تشریف لیگئے اور ان بہشت کو
 مشاہد کیا اور اس میں حدیث فییقین کی متواتر ہیں کہ حضرت جال بیداری میں آسمان
 جسم شریف سے تشریف لیگئے تھے اور پھر اخوند علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت کو قبل ہجرت کے
 معراج ہوئی تھی اور اس میں خلاف نہیں ہے اور بعضی علما کہتے ہیں کہ حضرت کو قبل ہجرت کے
 معراج ہوئی تھی وہ رمضان المبارک کی سترہویں و شب نہ تھی یا اکیسویں اور بعضی کہتے
 ہیں کہ سبج الاول کی سترہویں تھی اور پھر اخوند صاحب فرماتے ہیں کہ بعد ہجرت کے احتمال ہے
 کہ حضرت کو معراج ہوئی ہوا اور بعضی علما کہتے ہیں کہ حضرت کو معراج بعد ہجرت کے دوسرے
 سال جب کی ستائیسویں ہوئی تھی بلکہ بعضی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو مکر
 معراج ہوئی قبل ہجرت کے اور بعد ہجرت کے بھی اور پھر اخوند صاحب اس میں ایسے فرماتے
 ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ حضرت کو معراج دو مرتبہ مکہ میں واقع ہوئی ہو اور باقی ایک سے پیش
 مرتبہ جیسا کہ بعض روایات سے سمجھا جاتا ہے مدینہ میں یا یہ کہ دو مرتبہ عرش پر اور باقی
 آسمانوں پر ہوئی ہو یا یہ کہ دو مرتبہ جسمانی اور باقی روحانی ہوئی ہو اور جو تین
 میں پھر اخوند فرماتے ہیں کہ معراج ضروریات دین اسلام سے ہے جس شخص کو اس کا
 انکار کرے کافر ہے پس انسان کو لازم ہے کہ اصول دین کی ہر چیز کے اعتقاد میں
 ایسی دلیل لکھتا ہو جس سے یقین حاصل ہو جائے اور جبکہ اصل معراج جسمانی میں شیعہ
 سنی دونوں کی دو تین متواتر ہیں اور جس میں مربر خبر میں متواتر ہو وہ یقین لانا اس کا
 چاہئے کہ انکار اس کے باعث کفر ہے یہ ہے حال اصل معراج کا لیکن خصوصیات جو اخبار
 احادیث اور روایات میں اختلاف ہے اور افراط اور تفریط سے خالی نہیں ہیں تو

اس میں قف چاہئے اور اصل معراج حضرت کا جسم شریف آسمان پر جانا ہے جیسا کہ انور
 ابو علی طبرسی نے تفسیر مجمع البیان میں اس کے یہ کہ ذیل میں لکھا ہے سُبْحَانَ الَّذِي
 اسْمُی بَعْدَ ذَٰلِكَ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِي
 بَارَكْنَا حَوْلَهُ اِنَّ يَٰۤاَيُّهَا الْاَنۡدَكُ هُوَ لَشَمِيعُ الْبَصِيۡرِ
 یعنی ناک ہو وہی خدا کہ مسجد کھلائی بند ہی اپنے کو رات مسجد الحرام کو طرف مسجد اقصیٰ
 مسجد اقصیٰ کہ برکت میں بزرگ رہی ہی ہو ہم نے گروا اگر دیکھے کہ کھلا میں ہم اس کو نشان
 اپنی تحقیق کہ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے پس ابو علی فرماتے ہیں جس وقت کہ حضرت
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچے یہ نازل ہوا اور حضرت مسجد الحرام میں نماز غروب
 کی بعد اسی شب میں حضرت کو طبع ہوئی اور اسی شہر کے مسجد الحرام میں نماز صبح طبع ہوئی
 مسجد الحرام سے بیت المقدس تک تو قرآن سے جانا ثابت ہے اور میں کسی مسلمان کو انکار نہیں
 لیکن بعض لوگ ان میں سے سبب اپنی کم فہمی کے کہتے ہیں کہ حضرت کو معراج خواب میں ہوئی
 تھی پس بطلان ان کے کلام کا کس کا کس کا قیاس پوشیدہ نہیں ہو اس کو کہ اس میں کوئی اعجاز ہوتا
 ہو اور کوئی دلیل ہوتی ہو اور بیت سنی و شیعہ میں معراج آسمانی بیروالات کہتی ہیں کہ حضرت
 آسمان چارں پلاری میں تشریف لگئے تھے اور بعضی اسیوں میں دیکھ کر ایک شخص نے حضرت
 امام زین العابدین علیہ السلام کو لے کیا کہ آیا خدا نے عرض کی کہ کوئی مکان ہو حضرت
 نے فرمایا کہ وہ کسی مکان میں نہیں رہتا پس وہ نے عرض کی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم آسمان پر فرمایا تھا حضرت فرمایا اس کے کہ وہ جناب کی مملکت اور
 آبادی کو آسمان کی مشاہدہ کریں اس کی عجائب و صنعتیں خلق کی ہوئی دیکھیں پھر اس نے
 عرض کی کہ حق تعالیٰ نے یہ کیوں فرمایا ہو دئی فِتْنَةٍ لِّكُلِّ قَبَلٍ
 فَوَسَّيْنِ اَفَا دَئِي یعنی نزدیک گئے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 اس کے جھکے پس تم فرق ایک کمان کے دو گوشوں کا یا کم حضرت فرمایا کہ مراد اس سے یہ ہے

کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئی تا آنکہ پردہ نور کے قریب آئے اور سمانوں کے فرشتوں کو
 ملاحظہ فرمایا اور بعد اس کے جسم مبارک کو پائین کی طرف جھکا یا اور اس کی ملکیت میں کو بار و شاہی
 کو دیکھا پس اس معلوم ہوتا تھا کہ فاصلہ زمین سے بقدر دو گوشہ کمان کی یا اس کے کم کا تھا اور
 روایتیں کہ عوام میں مشہور ہیں کہ قبل معراج جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میر المومنین
 علیہ السلام آسمان پر گئے اور پردہ نور کے اندر سے ایک ٹھہرا ہوا ایک ڈھنڈھ حضرت میر المومنین علی بن
 ابیطالب علیہ السلام کا تھا اور طیح کی اور بھی باتیں غلو کی سناتے ہیں لیکن ہندہ خدا و اودیش
 خدا عزوجل آپ کے مابین مرقع نبوی کے بہت میں خدا تعالیٰ جسم نہیں ہے اور حضرت میر علیہ السلام خدا
 نہیں ہیں لیکن ان کی روح میں وہ اینٹیں آگ میں کہ جسے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 آسمان پر تشریف لے گئے اور ان کے سلام کیا اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے بھائی علی بن
 ابیطالب طرح پر ہیں حضرت کے فرمایا الحمد للہ بخیر ہیں پھر ملائکہ نے کہا کہ جناب آپ کے پاس تشریف
 لیجا ئیں گے انکو ہماری طرف سلام فرما دیجیگا حضرت نے فرمایا تم انکو جاننے ہو ملائکہ نے
 عرض کی کہ ہم انکو کیوں نہیں جانتے کہ حق الی نے ہم آپ کے اور ان کے بیان کو لیا ہے اور ہم
 آپ اور ان پر جو جتنے ہیں اور ابن ابی بکر علیہ السلام نے بہت معتبر ہیں اس سے روایت کی ہو کہ حضرت
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب میر المومنین علیہ السلام سے فرمایا ای علی جب وقت کہ میں
 ساتویں آسمان پر گیا اور وہاں سترہ الملتہی کو پہنچا اور وہاں پردہ نور کے قریب میر محمد کا عالم
 نے میری کمال عزت اور توقیر فرمائی اور میں نے وہ نور کے اندر سے اس دروازہ کو سید کیا کہ جس کا اصل
 یہ ہو کہ میں محمد کے علی بن ابی طالب کے نام کو پڑھا ہے پس جو شخص اس کی اطاعت کرے اسے میری امت
 کی اور جو اس کی نافرمانی کرے اسے میری نافرمانی کی اور میری عدلی سے کہ میرا اور جو وقت حضرت
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تشریف لائے اور جناب علیہ السلام کو بلا کر حجت کہ ارشاد جناب
 اقدس اس کی تھا کہ آیا اس وقت جناب علیہ السلام عرض کی یا رسول اللہ آیا میری جڑ تیرے کا خد
 مجھ کو دفرمائے حضرت ارشاد کیا البتہ اے علی اپنے پروردگار کا شکر کرو میں مجھ کو ارشاد کے جناب

شکال کی لئے مسجد میں چلے گئے بعد تھوڑے عرصہ کے پیچھے خزانہ فرمایا اور علیؑ کے سر پر رکھا لو کہ خباب
 الہی کی دغا دین مسجد تھا اس مقبول ہوا اور وہ تجھاری جہت سنا تا اپنی مالک کی سزا کرتا ہوا اور
 انصاریؒ سے مروی ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا جس کو کہ میں نے یہ معراج میں سنا تو میں نے
 دیکھا کہ ہر ایک سنان پہ لکھا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیہ
 ابن ابیطالبؑ اے مومنین اور جو وقت کہ میں نے وہ نور فرمایا تو ہر پہلو بھی لکھا
 تھا اور جو وقت کہ میں نے کان میں سے فرمایا اس میں بھی یہی لکھا تھا اور بعضی روایتوں میں اور
 ہے کہ عرش حضرت امام جعفر صادقؑ سے نقل کی گئی کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا جس کو کہ میں نے یہ معراج میں
 پایا جو میں نے سنان پر لکھا تو وہ ان علی بن ابیطالبؑ کی صورت دیکھی اور میں نے جبریلؑ سے پوچھا کہ یہی ت
 ہے جبریلؑ نے کہا کہ ملائکہ اور نبی کے علی بن ابیطالبؑ کی زیارت کمال شتیاق تھا اور انھوں نے جن
 اقدس الہی سے سوال کیا کہ پروردگار دنیا میں زندان بنی آدم علیؑ کی زیارت سے شرف ہوتے
 ہیں یا تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے ہر کو بھی ان کی زیارت سے مستفیض کرتے
 جناب رحمتی ان کی صورت کو اپنے نور پیدا کر کے ان کے حوالہ کر دیا یہ وہ اصغر مرتبہ کی شریف
 زیارت کیا کرتے ہیں حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں جو وقت کہ ابن ابی عمیرؑ نے حضرت کے سر
 مبارک حضرت لگائی تو اس مرتبہ کا نشان اس صورت میں بھی ظاہر ہوا جیسا کہ یہ وہ اشکال سے
 نہیں کہ ملائکہ نے حضرت رسولؐ خدا کی زیارت کی خواہش کی کہ جناب صلی اللہ علیہ وسلم اس افضل میں
 اور خصوصاً جناب امیر المومنینؑ کی زیارت کی خواہش کی لیکن یہ اشکال میں سے ہیں کہ اگر ملائکہ
 حضرت رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور ان کی زیارت سے شرف
 ہوتے تھے خواہ بڑا وحی خواہ اور کسی تفسیر کے اور امام کے لکھتے کہ وحی نہیں آتی تو لہذا ملائکہ
 جناب امیر المومنینؑ کی زیارت کی خواہش کی ہو تو عجب نہیں چنانچہ علی بن ابی ہریرہؓ سے بھی حضرت
 امام جعفر صادقؑ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ شب عراج میں حضرت کا چہرہ برائے اور
 اس فریال اور میکائیلؑ ایک ایک لکھتے اور جو وقت حضرت اس ساق پر سوار ہونے لگے

ایک نے ان ملائکہ کی اسلی لجام پکڑی اور دوسرے نے کابل تیسرے نے زین و وہ براق گھبرا کر اچھلنے لگا
 اسوقت جبریلؑ اس کے منہ پر ایک تانچہ مار کر کہا ہے براق ٹھہر جا تحقیق کہ قبل ان کے نہ کوئی پیغمبر
 تجھ پہنچا ہوا ہو اور نہ بعد ان کے کوئی سوا ہو گا پس اس پر ہوا اڑھو اور وہ براق آسمان پر
 چلا اور ٹوڑا سا بلند ہوا تھا کہ حضرت فرماتے ہیں کہ جبریلؑ میری ہمراہ نماز اور میں آسمان و زمین کو
 دکھاتا ہوا چلا جاتا تھا کہ آگاہ میں تھا کہ وہی طرف سے منادی نے آواز دی اے محمدؐ میں نے
 اسکا جواب دیا اور پھر باطن سے آواز آئی میں اسکی طرف بھی تلفت نہوا پھر میرا منہ ایک صوت
 آئی کہ دونو ہاتھ پھیلا رکھی اور پہنچا ہوا اور لباس بھی نہ تھی اس نے مجھ سے کہا اے محمدؐ تم میری طرف
 دیکھو تا میں تم کو کچھ بات کروں میں نے اسکی بھی طرف نہ دیکھا بعد اس کے تم بڑی سی چلا تھا کہ ایک
 آواز جیسی آئی کہ میں گھبرا گیا پھر ایک جبریلؑ نے مجھ کو کہا کہ یہاں تریئے اور خانہ پر تھے وہ میں
 وہاں ترا اور نماز پڑھی اور بعد اس کے مجھ سے جبریلؑ نے پوچھا کہ آیا اپنے بچاؤ کے لیے نماز کہاں
 پڑھی میں نے کہا نہیں جبریلؑ نے کہا کہ یہ مدینہ ہو اور یہی جگہ آپ کی ہجرت کی ہو پھر میں
 وہاں سے سو رہا اور جہاں تک کہ خدا چاہا پہنچا پھر مجھ سے جبریلؑ نے کہا کہ یہاں بھی اتر بیٹا
 اور نماز پڑھئے میں ترا اور نماز پڑھی بعد نماز کے جبریلؑ نے کہا کہ آئے اس جگہ کو پہچانا
 میں نے کہا نہیں جبریلؑ نے کہا کہ یہ خانہ لحم ہے اور خانہ لحم بیت المقدس کے انسانی راہ
 میں ہو کہ یہاں حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے تھے اور میں ہاں سے بھی سو رہا اور بیت المقدس
 میں آیا اور براق کو اسجا باندھ دیا کہ جہاں پیغمبران باقی اپنے مرکب باندھتے تھے اور
 میں مسجد میں آیا اور میرا ساتھ پہلو میں جبریلؑ تھے میں وہاں براہیم اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ
 باقی سب پیغمبروں کو دیکھا کہ خداوند عالم نے ان کو واسطی سے احترام کی جمع فرمایا
 تھا پس ان کے لئے قامت ہوئی اور جب وقت کہ انبیاء میں زندہ کہ کھڑی ہوئی اسوقت
 جبریلؑ نے میرا بازو پکڑ کے مجھ کو اگے کر دیا اور میں نے سب کی مات کی اور میں ازراہ فخر کھڑا
 کہتا ہوں و رہ پھر واسطی سے میرا امتحان کے میں نے کانٹے لئے ایک و وہ کا دوسرا

پانی کا تیسرا شراب اس وقت میں نے ہلق کی آواز سنی کہ کہتا تھا اگر پانی کو لیا خود
 غرق ہوا اور اسکی امت بھی غرق ہوئی اور اگر شراب لیا گمراہ ہوا اور اسکی امت بھی
 گمراہ ہوئی اور اگر دودھ لیا ہدایت پائیگا اور اسکی امت بھی راہ راست پر کیلگی پس میں
 کا فسفہ سیراٹھا لیا اور اس میں کچھ دودھ پیا اسوقت مجھے جبریل نے کہا کہ آپ نے
 ہدایت پائی اور آپ کی امت بھی ہدایت پائیگی اور بعد اس کے جبریل نے کہا کہ اس سب سے
 راہ میں آپ نے کیا دیکھا تھا اور کیا سنا تھا میں نے کہا کہ میری طرف سے ایک نادی نے
 آواز دی تھی جبریل نے کہا کہ آپ نے کچھ اسکو جواب دیا تھا میں نے کہا نہیں پھر جبریل نے
 کہا کہ وہ آواز یہودی کی تھی کہ اگر آپ اسکا جواب دیتے تو آپ کی امت یہودی جاتی
 پھر جبریل نے مجھ سے پوچھا کہ اور کیا سنا تھا میں نے کہا کہ میری بائیں طرف سے نادی نے
 ندا کی تھی جبریل نے کہا ایا آپ نے اسکا جواب دیا تھا میں نے کہا نہیں جبریل نے کہا کہ وہ
 آواز نصاریٰ کی تھی کہ اگر آپ اسکا جواب دیں تو بعد اس کے آپ کی امت نصاریٰ
 ہو جاتی پھر جبریل نے کہا کہ آپ کے سامنے کیا چیز آئی تھی حضرت نے اس وقت
 کا حال بیان فرمایا جبریل نے کہا وہ صورت دنیا تھی اگر آپ اس سے بات کرتے
 تو آپ کی امت آخرت کو چھوڑ دیتی اور دنیا کو اختیار کرتی حضرت نے فرمایا کہ بعد
 اسکے میں نے ایک اور آواز سنی تھی کہ اس کے سبب مجھ کو نہایت خوف ہوا تھا جبریل نے
 کہا کہ کیفیت اسکی یہ ہو کہ تیرے سر گن سے ہین کہ میں نے ایک تجھ کو نار سے جہنم کے
 وال دیا تھا اب جہنم کی زمین پر پہنچا ہوا وی کہتا ہے کہ جو وقت سے یہ جانب مول خدا
 صلی اللہ علیہ وآلہ نے سنا بھی نہ ہنسنے یہاں تک کہ دنیا سے رخصت فرمائی
 پھر حضرت فرماتے ہیں پس میں نے ہان سی براق پر سوار ہوا اور وہ آسمان کی
 طرف بلند ہوا اور جبریل میری ساتھ تھے کہ میں آسمان پر پہنچا کہ وہاں
 ایک فرشتہ تھا کہ چہرہ اسکا مثل ہناب کی روشنی تھا اور نام اس کا اسمعیل

اور اسکے زیر حکم ستر ہزار فرشتے ہیں اور ہر فرشتے کے تابع ستر ستر ہزار فرشتے ہیں اس نے کہا اے جبریل یہ تمہاری ساتھ کون ہیں جبریل نے کہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اس نے پوچھا آیا یہ جوٹ ہوئے جبریل نے کہا ہاں پس اس نے دروازہ کھولا اور دین اس سے سلام علیکم کہا اور اس نے میرے سلام کا جواب دیا اور میرے لئے دعا کی میں نے بھی اس کے لئے دعا کی پھر اس نے کہا اے پیغمبر صالح جبریل اور بعد اسکے میرے پاس اور فرشتے بشوق تمام آئے اور مجھ کو سلام کیا اور خوشنودی اور ہنسی اور محبت و دعا دی لیکن انہیں سے ایک فرشتہ تھا کہ اس کی صورت نہایت غضبناک تھی اس نے بھی مجھ کو سلام کیا اور دعا دی مگر اسکے چہرہ پر ہنسی و ہنساخی کا نام تھا میں نے جبریل سے پوچھا کہ یہ فرشتہ کون ہے کہ مجھ کو اس کی صورت سے خوف آتا ہے جبریل نے کہا کہ ہم بھی اس کی صورت سے ڈرتے ہیں کہ یہ جہنم کا خزانہ دار ہے اور نام اس کا مالک ہے اور بڑی زسی کہ خداوند جبار نے جہنم اسکے حوالہ کیا ہے یہ کافروں و گناہگاروں پر نہایت غضبناک ہوتا ہے اور خدائے قہار اسی کے ہاتھ سے کافروں و گناہگاروں کا انتقام لگتا چونکہ جبریل تمام ملائکہ فرمان بردار تھے اس لئے میں نے ان سے کہا کہ مالک سے کہو کہ مجھ کو جہنم دکھاؤ اور جبریل نے مالک سے کہا کہ مالک حضرت محمد مصطفیٰ کو جہنم دکھا دی ہیں جو وقت کہ مالک نے جہنم کے پردوں میں ایک پردہ اٹھایا اور اس کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا اور جہنم سے ایک شعلہ اس پر و شورش سے نکلا اور آسمان کی طرف بلند ہوا کہ مجھ کو نہایت خوف آیا اور میں نے جبریل سے کہا کہ مالک سے کہو کہ اسے روک لے اور دروازہ کو بند کر دے پھر میں اس کے آگے چلا تو میں نے ایک شخص گندم گون کو دیکھا اور جبریل نے پوچھا یہ کون ہیں جبریل نے کہا کہ یہ ہے والد حضرت آدمؑ ہیں میں نے ان کو سلام کیا اور انھوں نے مجھ کو سلام کیا اور انھوں نے مجھ کو کہا ای فرزندِ نسا

ای پیغمبر شائستہ مرحبا پھر میں ہاں جسے اگلے چلا تو میں نے ایک فرشتہ کو دیکھا کہ بیٹھا ہو
 اسکے دونوں انوکھے پیچ میں تمام دنیا ہو اور اسکے ہاتھ میں ایک رکی تختی ہو اس پر کچھ لکھا
 ہوا اور اس کو جو دیکھ رہا ہو میں نے جبریل سے پوچھا کہ یہ کون ہیں جبریل نے کہا کہ ملک الموت
 ہیں چھٹیہ سے لوگوں کے قبضے روح میں مشغول تھے میں نے جبریل سے کہا کہ مجھ کو ان کے
 پاس لیجیو کہ میں ان سے کچھ باتیں کروں جو وقت کہ مجھ کو جبریل کے پاس لے گئے اور اسے
 کہا کہ یہ پیغمبر رحمت ہیں خداوند عالم نے ان کو واسطے اپنے بندوں کی ہدایت کے بھیجا
 انھوں نے مجھ کو مرحبا کہا اور مجھ سے بہت الفت و محبت کی باتیں کہیں لے مجھ خوش ہو کر
 کہ میں اپنی امت میں بہت خوبیاں چھپتا ہوں میں نے کہا کہ میں حمد کرتا ہوں اس
 کی کہ اپنی بندگی کو نعمت بخشا ہو اور یہ سب مجھ پر ہی بروردگار کی رحمت اور فضل ہے
 جبریل نے کہا تم سو کہ اس کا کام سب سے شوق زنا و شہوات ہے میں نے کہا آیا یہ خود کی قبضے روح
 کرتے ہیں جبریل نے کہا البتہ میں نے کہا ای ملک الموت جہاں تک ذریعات ہیں تم ہر ایک کو
 دیکھتے ہو اور ان کے پاس جاتے ہو ملک الموت نے کہا البتہ بسبب تابع کر دینے خدا کی طمانہ کے سب سے
 قبضہ قدرت میں ہیں پس یہی نزدیک نیا مثل ایک ہم کی ہو کہ کسی شخص کے ہاتھ میں ہو اور جس
 چاہے اس کو گرفتار کرے اور کوئی گھڑی نہیں کہ میں روز پانچ مرتبہ اس گھر کے لوگوں کو دیکھتا ہوں اور
 ایک ایک شخص کو دیکھتا ہوں جب اہل میت اپنے مژدی پر روتے ہیں میں ان سے کہتا ہوں کہ
 تم آپس نہ روؤ بلکہ اپنی فکر کو دیکھو تمھارے لئے بھی آنا ہے یہاں تک میں تمھاری بات سے ایک کو
 بھڑکاتا ہوں حضرت نے کہا کہ آدمی وسطی اندو کے مرگ بس جبریل نے کہا جو جھکے بعد
 مرگ کو ہر مرگ سے بدتر ہو اور میں نے اگلے چلا دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں ان کے گھرانے گوشت بکیر نہ اور
 گوشت دار اور بوجے کھے ہیں روہ گوشت بدبو کو کھاتے ہیں گوشت بکیر نہ کو نہیں کھاتی
 میں نے کہا اے جبریل کون ہیں جبریل نے کہا ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں کئی گروہ
 ہیں جن کو کھاتے ہیں حلال کو ترک کرتے ہیں پھر میں نے ایک فرشتہ کو دیکھا کہ حق تعالیٰ نے اس کو

عجیب الخلق پیدا کیا تھا کہ اس کا نصف بدن آتش کا تھا اور نصف بدن برف کا تھا
 نہ آتش برف کو بہا سکتی تھی نہ برف آتش کو بجھا سکتی تھی اور وہ فرشتہ بہ آواز بلند کہتا تھا
 کہ میں اس کو منہ نہ جانتا ہوں کہ اس نے اس آگ کی گرمی کو روک لیا کہ اس برف کو
 نہ بہا دے اور اس نے کو نگاہ رکھا کہ آگ کو نہ بجھا دے خداوند اتنے آتش اور برف میں الفت
 اور محبت دی ہو اور مومنین کے دل میں بھی الفت و محبت دی ہو مینی کہا ای جبریلؑ کون
 فرشتہ ہو جبریلؑ نے کہا کہ یہ مومنین کا خیر خواہ ہو اور جس نے کسی کو خالق اس الٰہی نے اس کو
 پیدا کیا ہو یہ اسے مومنین کے دھاکرتا ہو اور پھر مینی دو فرشتوں کو اور کہا کہ آسمان میں
 کرتے ہیں یَقُولُ أَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ كُلَّ مَنَّا فِيْ خَلْقًا وَيَقُوْلُ
 الْاُخْرٰى اَللّٰهُمَّ اَعْطِ كُلَّ مَمْسِيْكَ تَلْفًا یعنی ایک کہتا ہو خداوند اچو کہ
 تیری راہ میں ہے اس کو عوض ہو دوسرا کہتا ہو خداوند اچو کہ اس کا کہے ہو تیری
 راہ میں نہ ہے اس کے مال و دولت کو تلف کر اور میں ہاں کے گے چلا تو کچھ لوگ نظر آئے کہ آگ کے
 لبانند لہتر کی لٹکتے تھے اور ملائکہ ان کے پہلو سے گوشت کا ٹکڑے کاٹ کے ان کے منہ میں
 ڈالتے تھے مینی جبریلؑ سیو چھا کہ یہ کون ہیں جبریلؑ نے کہا کہ یہ لوگ ہیں کہ جو مومنین کو
 چشمکے فی اور ان کی عیب جی فی کرتے تھے اور میں ہاں کے گے چلا تو کچھ لوگ دیکھ کر ملائکہ ان کے
 سروں کو پھیر کر کوئی ہیں مینی جبریلؑ سیو چھا کہ یہ کون ہیں جبریلؑ نے کہا کہ یہ لوگ
 رہتے تھے اور نماز عشاء نہ پڑھتے تھے اور میں ہاں کے گے چلا تو کچھ لوگ دیکھ کر ملائکہ ان کے
 منہ میں آگ ڈالتی ہیں اور وہ آگ ان کی دُہری راہ سے باہر نکل جاتی ہو مینی جبریلؑ سیو چھا کہ
 کیوں ہیں جبریلؑ نے کہا کہ یہ مینوں کا مال ناحق کھاتے تھے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے
 اِنَّ الدِّیْنَ نَاسُكُوْنَ اَمْوَالِ لِّیْنَ اَمٰی ظَلَمًا اَمْ اَنَّا نَكُوْنَ فِی
 بَطُوْنِهِمْ نَارًا وَّ سَيِّدُوْنَ سَعِیْرًا بتحقیق وہ لوگ کہ مال مینوں کا کھاتے
 ہیں لہذا ہم نہیں کھاتے شکم میں اپنی گدازگ کو اور قریب کہ داخل ہو و نیلے آتش چہنم

جیہٹ فرماتے ہیں میں ہاں سے بھی لگے بڑھا تو کچھ لوگ نظر آئے کہ وہ چاہتے ہیں ٹھری ہوں لیکن
 بیٹا ہاں کے اس قدر بڑی ہیں کہ کھڑی نہیں ہو سکتے مینی جبریل سی پوچھا کہ یہ کیوں ہیں جبریل نے کہا کہ یہ
 سودنویں جیسا کہ حق تعالیٰ قرآن مجید میں انکو حال کو مثال آل فرعون کی فرماتا ہے کہ ان پر سر
 صبح و شام عذاب تاجہ اور وہ شدت عذاب کہتے ہیں کہ بروردگار قیامت کتب پاموگی
 حضرت فرماتے ہیں کہ میں ہاں سے بھی لگے چلا تو کچھ عورتیں نظر آئیں کہ پستان بندھی ہوئی ملگتی
 ہیں مینی جبریل سی پوچھا کہ یہ کیوں ہیں جبریل نے کہا کہ یہ عورتیں ہیں کہ شوہر کے گھر کو
 میں نہ ناکر کے زنا کی اولاد کو شوہر کے نامزد کیا اور شوہر کی میراث اولاد زنا کو دی جیہٹ
 نے فرمایا کہ ان عورتوں پر خدا کا غضب سخت ہے کہ انکو اپنے شوہر کی نسب میں داخل کر دیا کہ
 ان کے صلے نہ ہوں اور زنا سی پیدا ہوئی اور ان کے امر پوشیدہ ہی مطلع ہوں اور اسکو مال
 ناحق کھلا میں پھر حضرت فرماتے ہیں کہ میں ہاں سے بھی لگے چلا تو کئی فرشتے نظر آئے کہ خدا نے
 عالم نے جطور سے جا ہاں کو پیدا کیا اور جطور جا ہاں کے منہ کو کر دیا اور ان کے ہر ایک اعضا
 خدا کی تسبیح اور تحمید کی صدا آتی تھی اور خوف خدا سے وہ تھے مینی جبریل سی پوچھا کہ یہ
 کون ہیں جبریل نے کہا کہ اب کو جطور سی دیکھو ہیں اسی طرح پیدا ہوئی ہیں کہ ایک کے پہلو
 میں سر کھڑا ہے اور خوف الہی ہے ایک سر سے بات نہیں کہہ سکتا اور سر کو بلند کرنا ہے
 باؤں کی طرف دیکھتا ہے میں ان کو اشاری سے سلام کیا انھوں نے میرے سلام کا جواب دیا
 لیکن ان کے دل کا یاد خدا میں صرف تھا مجھ سے بات نہ کی جبریل نے ان سے کہا کہ جیہٹ محمد
 صلعم پیغمبر رحمت ہیں کہ جناب اس الہی انھوں نے بندوں کی ہدایت کو بھیجا ہے اور بعد
 ان اور کوئی پیغمبر نہ ہوگا اور یہ سب پیغمبر حسن فضل اور بہتر ہیں یا تم ان سے بات
 کیوں نہیں کرتے پس انھوں نے جبریل سی پوچھا کہ مجھ کو سلام کیا اور میری بہت تعظیم و
 تکریم کی ادب کیا آپ کے اور آپ کی امت کے لئے خیر ہے جیہٹ ہاں کے دو سر آسمان پر گیا اور مال
 و شخص دیکھ کر کہ ہم یہ تھے مینی جبریل سی پوچھا کہ یہ کیوں ہیں جبریل نے کہا کہ یہ حضرت یحییٰ اور

حضرت عیسیٰ علیہما السلام ہیں اور وہ نو خالہ زاد بھائی ہیں پس میں نے اسے ملاقات کی اور ان دنوں پیغمبر کو مجھ کو کہا ای برادر شائستہ وای پیغمبر شائستہ مرحبا پھر میں نے اس آسمان کے ملائکہ کو دیکھا کہ انھما نے اس طرف متوجہ تھا جطرف خدا نے فرمایا تھا اور وہ دوسری طرف نہیں نکلتے تھے اور حق تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل صدائے مختلف کہتے تھے پھر میں نے ان کے تیسرے آسمان پر گیا اور وہاں ایک شخص کو دیکھا کہ صورت ان کی مثل ماہ شب چارہ رو روشن تھی بنی جبرئیل سی پوچھا کہ یہ کون ہیں جبرئیل نے کہا کہ یہ آپ کے بھائی حضرت یوسف ہیں بنیو بھی ان سے ملاقات کی انھوں نے بھی مجھ کو کہا ای برادر شائستہ وای پیغمبر شائستہ مرحبا کہ زمانہ شائستہ میں معیشت ہو پھر بنیو وہاں کے فرشتوں کو دیکھا کہ عبادت خدا میں مشغول ہیں جبرئیل ہر ایک سے میرا ذکر کرتے تھے اور وہ خوش ہو کر مجھے سلام کرتے تھے اور عافیت دیتے تھے جب میں جو تھے آسمان پر گیا وہاں ایک اور شخص کو دیکھا بنیو جبرئیل سی پوچھا کہ یہ کون ہیں جبرئیل نے کہا کہ یہ حضرت ادریس پیغمبر ہیں خداوند نے انکو مکان عالی عنایت کیا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَرَفَعْنَا كُورَ مَكَانًا عَلِيًّا یعنی بلند کیا ہم نے اسکو مکان بزرگ و بزرگوار پس بنیو ان سے بھی ملاقات کی انھوں نے بھی مجھ کو عادی پھر بنیو وہاں کے ملائکہ کو دیکھا کہ عبادت خدا میں مصروف ہیں راکب فرشتہ کرسی پر بیٹھا ہے کہ اس کے تابع ستر ہزار فرشتے ہیں اور ہر فرشتے کے تابع ستر ہزار فرشتے ہیں اس وقت میں نے گمان کیا کہ اس فرشتے سے کوئی فرشتہ حلیل القدر یاد دہن ہوگا کہ ناگہ جبرئیل نے اس کے کہا کہ اٹھ کھڑا ہو پس وہ کھڑا ہو گیا اور اُس روز قیامت تک کھڑا رہیگا جب میں نے پانچویں آسمان پر گیا بنیو وہاں ایک شخص کو دیکھا کہ گردن کے امت آن کی حلقہ باندھے ہو میں نے ان کی کثرت اس کے تعجب کیا اور جبرئیل سی پوچھا کہ یہ کون ہیں جبرئیل نے کہا کہ یہ پیغمبر ہیں کہ ان کی امت انکو دست رکھتی تھی اور بیڑوں پر سوار ہیں پس بنیو ان سے بھی ملاقات کی پھر میں نے وہاں کے ملائکہ کو دیکھا کہ عبادت خدا

میں مشغول اور مصروف رہا۔ انھوں نے مجھ کو دیکھ کر سلام کیا اور خوش ہو کر دعا میں جہنم
 میں جہنم آسمان پر گیا۔ میں وہاں ایک شخص کو ملاقات کی گئی۔ وہ دیکھا اور پوچھا کہ وہ
 کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل میری طرف گمان کرتی ہیں کہ مجھ سے بہتر میں خدا فرزند آدم میں سے
 کوئی نہیں ہے۔ حالانکہ یہ جو شخص نے میں نے دیکھا خدا مجھ سے بدجولے بہتر ہیں میں نے جبریل سے
 پوچھا کہ یہ کون ہیں جبریل نے کہا کہ یہ حضرت موسیٰ بن عمران علی نبینا وآلہ علیہ السلام ہیں
 میں نے ان سے بھی ملاقات کی اور انھوں نے مجھ کو دعا دی اور میں نے ان کو دعا دی پھر میں نے وہاں
 ملائکہ کو دیکھا کہ وہ بھی عبادت خدا میں مشغول ہیں۔ مجھ کو دیکھ کر سبھوں نے سلام کیا اور دعا دی
 جب میں نے تو ان آسمان پر گیا ہر ایک شے مجھ سے کہا اے محمد حجاب سے استعمال نہ کر یعنی پھینک
 لگانے کا اور اپنی امت کو بھی حکم کرو کہ وہ بھی پھینک لگایا کریں پھر میں نے ایک شخص کو دیکھا
 کہ ان کے سر بال سفید تھے اور وہ ایک کرسی پر بیٹھے تھے میں نے کہا اے جبریل کیوں ہیں کہ
 ساتویں آسمان پر بیت المعمور دروازہ پر بیٹھے ہیں جبریل نے کہا کہ یہ ہے والد بزرگوار حضرت
 ابراہیم علیہ السلام ہیں آپ کی امت پر ہر گاروں کا ہی مقام ہو جس نے اس آیت کو
 تلاوت فرمایا اِنَّ اَوَّلَ الْاٰیٰتِۨنَۨیَۡہِۡمُ الَّذِیۡنَۡ اٰتٰیۡہُمُ الْاٰیٰتِۡنَۡیَۡہِۡمُ وَہٰذَا الَّذِیۡ
 وَالَّذِیۡنَۡ اٰمَنُوۡا مَعَاہُ وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیۡنَ بتحقق نہوار غلو طعن تھا وہی
 اور زیادہ تر ابراہیم کے ساتھ وہ لوگ ہیں کہ میری امتی کرتے ہیں یہ پیغمبر اور وہ لوگ کہ ایمان
 اس کے لئے ہیں خدا ماردگار مومنوں کا ہو اور حضرت فرماتے ہیں میں نے ان کو سلام کیا اور
 انھوں نے مجھ کو سلام کیا اور کہا اے پیغمبر اللہ سے فرزند شائستہ مر جا کہ زما شائستہ
 میں مبعوث ہو پھر میں نے وہاں ملائکہ کو دیکھا کہ وہ بھی عبادت خدا میں مشغول ہیں
 انھوں نے مجھ سے کہا کہ آخری شے جو ہے کہ اس کے لئے اور آپ کی امت کے لئے خیر ہے پھر میں نے
 دریا نور کے دیکھو کہ ان کے نور کی چمک نظر خیرگی کرتی تھی اور بعد کے دریا ظلمت اور برق
 کے دیکھو اور جب ان سب چیزوں عجیب دیکھنے سے مجھ کو خوف آیا جبریل نے کہا کہ آپ

خوش ہوں کہ جابقیں اس الہی نے آپ کی کمال عزت اور توقیر فرمائی اور اپنی قدرت کا مایہ آں پکوان عجائب و غرائب چیزوں کی دیکھنے کی قوت ہی اور ان کی حقیقت کیا ہے اگر آپ ان عجائبات کو دیکھیں کہ جنکو نہیں دیکھا ہے آج بھی آپ کے پروردگار کی عظمت و جلالت زیادہ ظاہر ہوتی ہے حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے جو عجائب مخلوقات الہی میں ایک مرغ کو دیکھا کہ باؤں اس کی زمین کے طبقہ بہنم پر تھے اور سر اس کا نزدیک ش الہی کے تھا اور پر اس کے ایسے راز تھے کہ جب انکو کھولتا تھا مشرق و مغرب بکھل جاتے تھے اور اس مرغ کا یہ دیکھا کہ میرے پروردگار اس سے منتر ہے اور اس کی شان اس سے عظیم کہ جہاں تک عقل سائی کرے اور جہاں کہ وہ اپنے پروں جھاڑ کر پرواز بلند کرتا ہے سُبْحَانَ اللَّهِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْكَبِيرِ الْمُنْعَالِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَيُّ الْقَيُّومُ اسوقت زمین سے بھی مرغ اپنے پروں کو جھاڑ کر خدا کی تسبیح کہتی ہیں اور جب وہ چکا ہو جاتا ہے یہ بھی چپکے ہو جاتے ہیں اور رنگ اس کا سفید تھا اور شہ پر اس کے سبز تھے پھر میں جبریل علیہ السلام کو بلا اور میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور بعد اسکے میں نے کچھ اجاب و منالی اپنے صحابوں کو اپنی پاس دیکھی اور انہیں سے بعضے کپڑے سفید و پاکیزہ پہنے تھے اور بعضو کثیف اور کہنہ پہنے تھے اور جو کہ کپڑے سفید و پاکیزہ پہنے تھے بیت المعمور میں داخل ہوئے اور جو کہ کہنہ اور کثیف پہنے تھے انکو منع کیا جب میں بیت المعمور سے باہر آیا تو دو نہرین اور یطینین ایک کو کوثر کہتے ہیں دوسری کو نہر رحمت کہتے ہیں میں نے کوثر سے پانی پیا اور نہر رحمت میں غسل کیا اور بہشت کے اندر گیا اور میں نے انھیں نہرین کو دو طرف اپنے مکان اور اپنے اہل بیت اور اپنے ازواج کے کھڑا ہر تھیں مجھے اور بہشت کی خاک کو دیکھا کہ مشک کی ہو مٹی جھرا لے کی کو کھو کہ وہ بہشت کی نہروں میں غوطہ راتی ہے میں نے اس سے پوچھا کہ تو کس کی لڑکی ہو اس نے کہا کہ میں نے بدین حادث کی بیٹی ہوں جب میں نے پرا یا میں نے زید کو خوشخبری دی اور

پھر بیچ بہشت کے ہر ذون کو دیکھا کہ اُنکے قد و قامت مثل ماٹھون کی بلندی اور پھرو ہانکے انارون
 کو دیکھا کہ مانند بڑے ڈولون کی تھے اور ایک نہخت کو دیکھا کہ اُسکا دور سیا تھا کہ اگر اُسکی چڑبیں
 اُسکی نیچے نہ بچھوڑ دین اور وہ سات سو برس تک اُٹے تو بھی اُسکے دور کو نہ ٹوکر سکے اور شہنشاہ اُسکے
 اہر گھڑین پھیلی تھی بیچ جبریلؑ سے پوچھا کہ یہ کیسا وزنت ہو جبریلؑ نے کہا کہ یہ نہ ختم ہوتی ہے
 کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے طُوبَى لِّهَٰذَا وَحَسَنُ مَا يَبْنِي طُوبَىٰ وَطُوبَىٰ لِّوَالِدِیْہِمَا
 جو ایمان لائے اور عمل نیک کئے اور اُنکی بازگشت بہتر ہے پھر بیچ جبریلؑ سے پوچھا کہ جو بیچ
 ساتویں عمارت پر بہشت میں دریا نور اور ظلمت اور عرف کی دیکھی تھی کیسے ہیں جبریلؑ نے
 کہا کہ اگر وہ دریا نہ ہوتے تو جو کچھ کہ زیر عرش الہی تھا اُس کے نور سے جل جانا پھر میں ہاں
 سدرۃ المنتہ کو گیا اور میں نے دیکھا کہ اُسکا ہر ایک پتہ ایسا بڑا تھا کہ اُسکے سائی کے نیچے ایک
 جماعت کثیر بیٹھے اور ہر پتہ ہاں سے قافیہ میں کو پہنچا یعنی جناب اقدس الہی کے پردہ عزت کے
 قریب فاصلہ بقدر ایک کمان کے یا اُس کے گردہ گیا تھا اور اُس کے اندر سے ایک نواز آئی۔
 اَمِّنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَبِّہٖ یَعْنِ اِیْمَانَ یَا رَسُوْلَ سَاحَہٗ اَنْ حِزْوَنَ
 کہ بھیجی گئی ہیں جانب پروردگار سے اُسکے اسوقت میں عرض کی اپنی طرف سے اور
 اپنی امت کی طرف سے وَلَوْ کُفِرُوْا بِکَ اَمِّنَ بِاللّٰہِ وَمَلَٰئِکَہٖ وَکِتٰبِہٖ
 وَرُسُلِہٖ لَا اَنفِرَاقَ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ یَعْنِ سَمْعَ مَنِ اِیْمَانَ لِّلکُمْ سَاحَہٗ
 خدا کے اور اُسکے فرشتوں کے اور اُس کی کتابوں کے اور اُس کے رسولوں کے
 اور اُسکے رسولوں میں فرق نہیں جانتے ہیں پھر بیچ درگاہ جناب کبریا میں عرض کی
 سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاَلِیْکَ الْمَصِیْرُ یَعْنِ سُنَّائِہٖ فِرَانَ
 خدا کو اور اطاعت کی ہم نے پس ہم طلب کرتے ہیں آمزش تجھ سے اے پروردگار ہمارے
 اور سب کی بازگشت تیری ہی طرف ہے جناب باری نے فرمایا لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ
 نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اَلْکَسَبَتْ

یعنی خدا تکلیف نہیں کرتا کسی نفس کو مگر بقدر طاقت اسکی پس اس نفس کے ہے نفع
 اسی نیکی کا کہ اس نے صحت کی ہو اور اوپر اس نفس کے ہے ضرر اس ہی کا کہ جسکو عمل میں
 لایا ہو پھر بیٹے عرض کی رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِينَا اَوْ اَخْطَاْنَا یَعْنِی
 پروردگار ہم سے مواخذہ نہ فرمانا اگر ہم بھول جائیں یا خطا کریں حق تعالیٰ نے ارشاد
 فرمایا کہ میں تم سے مواخذہ نہ کروں گا پھر بیٹے عرض کی رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا
 اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهُ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا۔ یعنی اے پروردگار ہمارے
 بار نہ کر ہم پر بار گرن جیسا کہ تو نے بار کیا اُن لوگوں پر کہ قبل ہمارے تھے حق تعالیٰ نے
 فرمایا کہ میں بار نہیں کرنا پھر بیٹے عرض کی رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا مَا لَا لَاقَاہُ
 تَنَاِبُہٗ وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفُ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا
 عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ یعنی اے پروردگار ہمارے بوجھ ہم پر ڈال کہ ہم جسکے اٹھانے
 کی طاقت نہیں ہو اور ہم کو معاف فرما اور ہمارے گناہوں کو عفو کر اور ہم پر رحم فرما کہ تو مدد
 اور کار ساز عالم ہے پس تیری باری اور مدد گاری کر اور ہم کو کافروں پر فتحیاب خداوند
 نے فرمایا جو کچھ کہ تو نے مانگا ہے تجھ کو تیری امت کو عطا کیا حضرت صادق علیہ السلام
 فرماتے ہیں کہ جناب اقدس الہی نے یہ عزت کسی پیغمبر کی نہیں کی تھی جو ہمارے پیغمبر کی عزت
 اور حرمت فرمائی اور اُنکو نعمتیں عطا کیں پھر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 ہیں بیٹے درگاہ کبریا میں عرض کی اے پروردگار تو نے اپنے پیغمبر کو فضیلتیں عطا کیں
 پس مجھ کو عطا کر حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم تجھ کو عطا کرتے ہیں کہ ہمارے خزانوں میں بہترین مہر وہ
 ہیں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا مَنجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَیْکَ اور
 بعد اسکے مجھ کو اعلان عرس الہی نے اکیا عاتباتی کہ ہر صبح و شام کو پڑھا کروں اُوڑ
 یٰ ہُوَ اللّٰهُمَّ اَنْ ظَلَمْتُ اَنْ اَصْبَحُ مُسْتَغْفِرًا بِعَفْوِکَ وَذَنْبِیْ اَصْبَحُ مُسْتَغْفِرًا
 بِمَغْفِرَتِکَ وَفَقَدْتُ اَنْ اَصْبَحُ مُسْتَغْفِرًا بِغِنَاکَ وَوَحْشِیْ

الباقی اصحابی مستحبین ابو جحش الباقی لکن لا یقتی حضرت فرماتے
 ہیں پھر میں اکیلا و فرشتے کی آواز سنی کہ اذان کہتا ہے اور قبل اسکے کبھی اسکو آسمان میں
 نہیں دیکھا تھا جیسا کہ کہا اللہ اکبر اللہ اکبر دو مرتبہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ بندہ مومن
 سچ کہا کہ میں چیزوں کے بزرگ بادہ ہوں اور جیسا کہ دو مرتبہ کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا إِلَهَ
 إِلَّا اللَّهُ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میری بندہ نے سچ کہا کہ سو اس کے کوئی خدا نہیں اور جب
 اس نے دو مرتبہ کہا اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میری بندہ نے
 سچ کہا کہ محمد میرا بندہ اور میرا رسول ہو اور میں نے اسکو بھیجا ہوں اور برگزیدہ کیا ہوں اور جیسا
 کہ حاجی علی الصدیق حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میری بندہ نے سچ کہا کہ لوگوں کو دوسطی میری طرف سے
 بلانا ہوں پس جو شخص نماز کو جائے اور غرض سکی میری صفا کی ہو تو میں اسکا گناہوں کا لغار کردوں
 اور جیسا کہ حاجی علی الفلاح حق تعالیٰ نے فرمایا کہ نماز موجب ایستگی اور رشکاری
 کہے پس میں اسے نماز کے آگے کھڑا ہوا اور ملائکہ نے میری اقتدا کی جیسا کہ بیت المقدس
 میں میری سب پیغمبروں نے اقتدا کی تھی جب میں خانہ سے فارغ ہوا تو حق تعالیٰ کی محبت مجھ پر
 ایسی علی بنی کہ میں مجدی میں چلا گیا اسوقت خداوند عالم نے مجھ سے فرمایا کہ قبل تر سے
 جو کہ پیغمبر تھے مہنے ان پر پچاس نازین واجب کی تھیں پس ہی پچاس نازین مجھ پر میری امت
 پر بھی واجب کی ہیں حضرت فرماتے ہیں کہ جب میں خانہ سے پھر ابراہیم کے قریب سے آں
 پیغمبر کے قریب گذرا کسی مجھ سے کچھ نہ پوچھا اور جب میں مٹی کے قریب پہنچا انھوں نے مجھ سے
 پوچھا کیا کیا میں نے کہا کہ خدائے پچاس نازین مجھ پر میری امت پر واجب کی ہیں میں نے سچ کہا
 محمد پروردگار بے نیاز ہے اسکو کسی کی عبادت کی پروا نہیں ہے اور تمھاری امت
 نہایت ضعیف ہے یہ پچاس نازین کی تکلیف نہ اٹھا سکے گی پس تم پھر جاؤ اور پروردگار
 عرض کرو کہ تمہارا اوپر تخفیف کر لے میں پھر اور سدرۃ المنتہی کو پہنچا اور میں نے مسجد میں جا
 عرض کی ای پروردگار جو کہ تو نے مجھ پر اور میری امت پر پچاس نازین واجب کی ہیں

ہمیشہ شواہین پسینہ و فضل و کرم سوا ان میں سے تخفیف فرما اس وقت جناب س الہی
 نے انہیں سے سننا زینہ عاف فرمائیں جب میں ان سے پھر اوڑھائی کے پاس آیا موٹی نے کہا کہ
 پھر جاؤ اور دوبارہ سفارش کرو کہ تمہاری امت کو چالیس غاروں کی بھی طاقت نہیں ہے کہ
 میں پھر گیا اور سدرہ المنتہی پر چلے گیا اور عذر خواہی کی اسوقت خداوند رحمان نے
 دس غاروں میں فرمایا اور جب میں موٹی کے پاس آیا انھوں نے کہا پھر جاؤ اور سفارش
 کرو کہ تمہاری امت کو اسکی بھی طاقت نہیں ہے غرض اسی طرح میں کئی مرتبہ گیا اور آیا بہانہ کہ
 ثواب پانچ غاروں کی پہنچی پھر موٹی نے مجھ سے کہا کہ یہ بھی بہت ہیں اسوقت میں نے کہا
 ان موٹی اب مجھ خدا کے پاس جاتے اور عرض کرتے ہو شرم آتی ہو پس میں ان پانچ غاروں
 پر صبر کیا کہ تا کہ ان حق تعالیٰ نے مجھ کو اندکی لے محمد جو کہ تو نے پانچ غاروں پر صبر کیا تو
 ہمنے انکا ثواب ابراہن سے پانچ غاروں کے تجھ کو تیری امت کو عطا کیا اور ہم انکا زکوہ برابر
 دس غاروں کی قبول کرینگے اور جو کہ تیری امت کوئی ایک حصہ کرے گا ہم اسے لے کر دیتے
 لکھینگے اور جو کوئی کسی گناہ کا قصد کرے گا ہم اسے جہنم کے دے گا ہم تجھ پر لکھینگے
 اگر گناہ کا مرتکب ہو تو ہم انکا لکھینگے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ
 حضرت موسیٰ بن عمران خدا جزائے خیر سے کہ انکے بار کو سبکدراں کی تکلیف کو آسان کیا اور
 ابن بابو علیہ الرحمۃ نے بسند معتبر روایت کی ہو کہ زید بن علی بن الجہین اپنے والد زید کو حضرت
 امام زین العابدین علیہ السلام سوال کیا کہ اے پدر زید کو افرمائے کہ اسکا سبب ہے کہ جب سے
 جد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ معراج پر تشریف لے گئے تھے اور حق تعالیٰ نے انکی امت پر پھر
 نمازین جب کہیں تھیں تو ان جناب کیوں نہیں آجئے اسے سوال کیا کہ ان پر تخفیف کرے
 کہ جب حضرت موسیٰ نے کہا اس وقت اسد عالمی اور خدا نے اپنے تخفیف کی حضرت نے فرمایا اے
 فرزند جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے سوال کرنا ترک کر دیا اور جب حضرت موسیٰ
 کہ یہ چیز جلیل القدر تھے انھوں نے واطو امت کے سفارش کی اسوقت ان جناب نے فرمایا کہ اے

بھائی حضرت موسیٰ کے کہنہ کو رد کرتے لہذا درگاہ جناب یاری میں مکر تخفیف کے لغو عرض کی
 یہاں تک کہ پانچ نمازیں قرار پائیں یہ دینے پھر عرض کی اے پند گوار حضرت شیخ اس میں
 بھی تخفیف کی سفارش کی تھی تو کیوں نہیں جناب سہول حاصل اے اللہ علیہ السلام حق تعالیٰ سے
 تخفیف کی استدعا کی حضرت فرمایا اے فرزند جناب مولیٰ خدا نے چاہا کہ وہ سب امت کے تخفیف
 حاصل ہو اور ان پچاس نمازوں کا تو بھی حاصل ہو اور اگر پانچ سو کم ہو تو پچاس نمازوں کا تو بھی ہوتا
 اس لئے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہو مَن جَاءَنَا بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرٌ أَمْثَلُهَا یعنی جو
 شخص ایک حسنہ کرے اسکی عوض میں اس کے کو دس نبوتی ہیں چنانچہ جو وقت کہ جناب خدا
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تھیں نے اس کے عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 پروردگار نے سلام فرمایا ہو اور پند شاد کیا کہ یہ پانچ نمازیں برابر پچاس نمازوں کی ہیں
 اور میں اپنے بندوں پر ستم کرنا والا نہیں ہوں پس بوجہ شیدہ نہ رہے کہ بنا بر صحت
 صحابہ عام کے بعض بعض احکام شریعتیہ سابقہ میں تغیر و تبدل ہو جاتا تھا اور اس
 پر اسے پیغمبر کی راجحیات میں بھی بعض احکام کا تغیر ہوا ہو اور اس کو نسخ حکم کہتے ہیں و نسخ
 بعد نے وقت عمل کے بالاتفاق روایے و قبیل اسکے محل اختلاف پس یہ مضمون کہ انجوس
 روایت میں آیا ہے دل ہو سکتا ہو حکم شرط کے اور جب کہ مال میں نبوی ہو اچھرو کی حکم
 نہیں ہلا اور نہ بدلیگا اس لئے کہ یہ جناب ختم المرسلین سب پیغمبروں سے افضل اور بہتر ہیں بعد
 ان کے کوئی پیغمبر ایسا کہ اور ان جناب کی شریعت کے آگے رتبہ خبرن کی شریعت کا حکم
 رہا پس شریعت تا قیامت باقی رہے گی جیسا کہ مالی میں ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے جناب صلی
 پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت نقل کی ہے کہ ان جناب نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ایک لاکھ
 جو پیغمبریں پر پیدا کئے اور میں ان سب میں نزدیک خدا سے عز و جل کی افضل ہوں
 میں ان پر راہ غمخ اور خود پسندی کے نہیں کہتا ہوں بلکہ یہاں واقع ہے اور اسی طرح سے
 حق تعالیٰ نے ایک لاکھ جو پیغمبریں اور صبی پیدا کئے اور ان سب میں نزدیک خدا کے صلی

بن ابی طالب علیہ السلام افضل ملین رہو شیدہ نہ ہے کہ تحقیق اس روایت میں کئی چیزوں کا
 بیان رکھا ہے پہلے یہ کہ پیغمبر کی شمار میں کفن پیغمبر ہو جو کہ اس روایت میں رد ہوا
 کہ ایک لکھ چوبیس ہزار پیغمبر ہیں جو ہی مشہور ہے اور حیات القلوب میں اخوند علیہ الرحمۃ نے مستحضر
 حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو شخص چاہے ستر غبرون کی دعا کرے
 مصافحہ کرے تو شبان کی بندہ رہوں شریک حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر منور کی زیارت
 کرے اس کے اس شریک ہاں ستر غبرون کی دعائیں سطر زیارت اس کے آئین ہیں اور
 آئین با پنج پیغمبر اولو الغرہ میں حضرت نوح و حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور
 حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و علیہم السلام اور پیچھا کہ معنی اولو الغرہ کے کیا ہیں
 حضرت فرمایا کہ وہ تمام خلق پر جو ثبوت ہو چکا اور پھر حق الیقین میں اخوند علیہ الرحمۃ
 فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے عدد میں ثابت نہیں ہیں لیکن ایک لکھ چوبیس ہزار ہونا
 مشہور ہے پس چاہئے کہ اعتقاد صحیح کرے جتنے کہ انبیاء اور اوصیاء ہیں سب برحق
 ہیں مگر قرآن مجید میں جن انبیاء کی نام وارد ہیں ان کی نبوت کا اقرار کرنا نام نہام
 تفصیلاً یا اجمالاً واجب لازم ہے بلکہ ضروریات دین اسلام سے پیش حضرت آدم
 اور حضرت شیث اور حضرت اورئیل و حضرت نوح اور حضرت ہوٹا اور حضرت صالح
 حضرت شعیب و حضرت ابراہیم اور حضرت لوط اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ
 اور حضرت اسماعیل اور حضرت یعقوب و حضرت یوسف اور حضرت داؤد اور حضرت
 سلیمان اور حضرت یونس اور حضرت الیاس کی کہ اگر ان میں سے ایک کا بھی انکار کر دو
 کا فر ہو دوسرے کہ ایک لکھ چوبیس ہزار صبی کا ہونا مشکل ہے اس لئے کہ ہر نبی کے متعین
 ہو چکے تھے اور زمین بھی حجت خدا سے خالی نہیں ہی جس میں نہ مانے میں نبی نہ ہو تو اس کے
 قائم مقام اس کا وصی ہوتا ہے چنانچہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کے بارہ وصی ہیں
 پس جب تک آسمان و زمین قائم ہو وہ بھی قائم ہیں تو اس صبر و استقامت میں چاہئے کہ

انبیاء صی بہت ہوں اور اس وایت کی تاویل میں یاد کہ یہ ہو کہ ان پیغمبروں کے صی
 منسلک کیا کہ جو بدین اہل روح صی بہت ہوں اللہ تعالیٰ کے ہر ایک کے ہر ایک
 صلی اللہ علیہ وآلہ کے صلی بلال علی بن ابی طالب علیہ السلام اکرم اوصیاء تھے اور بلال
 اور گیارہ صی ہونے اور سب میں کچھ شک نہیں ہمارے پیغمبر کے وقت افضل اور بہتر ہیں بلکہ
 پیغمبران الوعزم سے جناب امیر المؤمنین و رابعی امیر معصومین علیہم السلام کے افضل تھے
 میں کچھ اختلاف ہے ابن بابویہ علیہ الرحمۃ عقائدات میں قادی میں کہ سرار انبیاء یا پیغمبرین
 کہ انہیں پریدار وحی کا تھا اور وحی صاحب شریعت ہے اور وہی الوعزم تھے ایک حضرت
 نوح و دوسری حضرت ابراہیم تیسرے حضرت شیخ جو تھے حضرت عیسیٰ یا عیون حضرت
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
 وآلہ ان کے بھی سردار ہیں اور ان افضل اور بہتر ہیں بلکہ واجب کہ ہم اسکا اعتقاد
 کریں کہ خداوند عالم نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کو اور امیر ہرین علیہم
 سے بہتر کسی کو پیدا نہیں کیا ہوا اور سب سے گوار نزدیک خدا کے تمام خلق سے جو محبوب افضل
 ہیں حق تعالیٰ نے روز رزل میں جمیع مخلوقات انکی ولایت اور وسعتی کا
 عہد پیمان لیا تھا اور اگر یہ حضرت ہوتے تو حق تعالیٰ آسمان اور زمین و جنت
 اور نار کو پیدا نہ کرتا اور نہ آدم اور نہ نوح کو اور نہ لاکھ کو نہ اور کسی چیز کو پیدا
 کرتا اور حیات القلوب میں جناب انجو مجلس علیہ الرحمۃ فائدے ہیں اس حدیث سے
 ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ تمام خلق پر مبعوث ہوئے تھے اور
 اکثر حدیثوں میں مذکور ہے کہ یہ پانچ پیغمبر الوعزم ہیں لیکن سنیوں نے اس میں بہت اختلاف
 کیا ہوا اور بنا بر ظاہر اور مشہور کی یہ ہے کہ وہ پیغمبر الوعزم ہیں کہ جنکی شریعت
 کے آگے پیغمبران گذشتہ کی شریعت کا حکم جاتا رہا جیسا کہ بند مومن حضرت
 امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ حضرات صاحب شریعت متقلد تھے اسلئے کہ حضرت

نوح علیہ السلام کی غیر شریعت حضرت آدم علیہ السلام کے تھے پہلو پہلو ہیں جو پیغمبر کے بعد حضرت
 نوح کے تھے وہ انہیں دین کی شریعتیں سطر لیتے پر رہے اور انہیں کی کتاب کے تابع تھے اور جب
 حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور ان کی شریعت کے آگے حضرت نوح کی شریعت کا حکم
 جاتا رہا پس پیغمبر کے جو اس زمانے میں تھے وہ سب حضرت ابراہیم کی شریعت اور طریقہ پر رہے اور
 ان کی کتاب کا عمل کرتے تھے اور جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور ان کی شریعت کے آگے حضرت
 ابراہیم کی شریعت کا حکم جاتا رہا پس پیغمبر کے جو اس زمانے میں تھے وہ سب حضرت موسیٰ کی
 شریعت اور طریقہ پر تھے اور ان کی توریت پر عمل کرتے تھے اور جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 لائے اور ان کی شریعت کے آگے حضرت موسیٰ کی شریعت کا حکم جاتا رہا پس پیغمبر کے جو
 اس وقت میں تھے وہ سب حضرت عیسیٰ کی شریعت اور طریقہ پر تھے اور ان کی کتاب انجیل کا
 عمل کرتے رہے تا زمانہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کے پس پانچ پیغمبر اولو العزم سب خبروں سے
 بہتر اور افضل ہیں لیکن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کی شریعت مبینہ نہ ہوگی اس لئے
 کہ بعد از حضرت پھر کوئی پیغمبر نہ آئے گا پس جو کچھ کہ حلال تھا روز قیامت تک حلال ہو گا
 مطلب سب ان کے احکامات پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی وفات میں ہو اور یہ صیبت
 مصیبتوں کے زیادہ ہو اور اس مقام میں سب کے پہلے ان حضرت کا کچھ حال بیماری اور صیبت
 کا بیان ہو پس پوشیدہ نہ رہے کہ روضۃ العظیمین میں لکھا ہے کہ جناب الخدایہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 مدینہ منیٰ میں ہر دعا و شہادت روز و شب اور اٹھائیسویں صفر کو کوہ ہجرت کا سال ہم تھا
 اور شریف تر شہد بر سر کا تھا اور کتاب میں عبدالحق دہلوی لکھا ہے کہ ان جناب کا ابتدائے
 مرض آخر صفر میں ہوا تھا کہ دشمن باقی رہیں تھیں اور ایک روایت میں ہے کہ ابتدائے مرض شروع
 میں ہوا تھا اور کئی اوقات لکھا ہے کہ حضرت کا صفر میں بیماری تھی کہ دشمن باقی تھیں اور
 سیرت میں بھی اختلاف ہے اکثر کہتے ہیں کہ حضرت کا مرض تیرہ روز رہا اور ایک روایت میں ہے کہ
 یہ دودھ روز رہا اور بعض دس روز کہتے ہیں بعض بارہ روز پس ان حضرت کی ابتدائے مرض

اور روز وفات اختلاف شروع ہوا اور حیات القلوب خباہت مجاہد علیہ الرحمۃ نے یہ کہ اکثر
 علماء شیعہ و سنی دونوں کا اعتقاد یہ ہے کہ حضرت سیدنا یحییٰ علیہ السلام نے روز و شب کو انتقال
 فرمایا تھا اور اکثر علماء شیعہ کا اعتقاد یہ ہے کہ اس زمانہ صفر کی اٹھائیسویں تاریخ تھی اور اکثر
 علماء اہلسنت بیچ الاوّل کی بارہویں کہتے ہیں اور ہمارے علماء میں سے ایک صاحب بن یعقوب کلینی
 اس قول کا قائل ہوئے ہیں لیکن قول اول صحیح اور مشہور ہے اور بعض علماء اہلسنت بیچ الاوّل کی
 پہلی کہتے ہیں بعض دوسری اور بعض اٹھویں اور بعض دسویں بعض اٹھارویں لیکن حضرت
 کے شریف میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ سن مبارک تریٹھ برس کا ہوا تھا اور ہجرت کا دسواں
 برس تھا اور جناب ولادت مقتدا سید العلماء ائمہ الفقہاء امام طلحہ حدیقہ سلطانی میں فرماتے ہیں کہ
 ہجرت کیا تو ان سال شروع تھا کہ حضرت کی وفات فرمائی اور اسی طرح کشف الغمہ میں حضرت
 امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت سول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے ہجرت دسویں
 برس میں حلت فرمائی تھی اور حضرت کا سن شریف تریٹھ کا ہوا تھا اس لیے کہ میں نے جابریں سے تریف
 رکھی کہ وحی آئی اور بعد کے تیرہ برس اور رونق افزار ہو اور جب ہجرت مدینہ میں فرمائی تھی
 وقت سن مبارک تیس برس کا تھا اور بعد ہجرت مدینہ میں جس برس شریف کھائی اور بیچ الاوّل
 کی دوسری تاریخ روز و شب کو وفات فرمائی لیکن اصل مطلب کسی قابل فہمہ و چھٹی نہیں
 بعد نقل ابن ابی ایسیٰ اخوند علیہ الرحمۃ نے یہ کہ اس قول کا کوئی علماء شیعہ قائل نہیں ہوا ہے شاید
 کہ حضرت تقیہ میں آیا لیکن غفران علیہ الرحمۃ سے روایت کی شرح نقیۃ المتقین میں قائل ہے
 ہیں پس ان نو نون میں حضرت کی مراسم عزا کا بجا لانا مضائقہ نہیں کہتے اس کے حضرت سول
 خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی مصیبت حلت مصیبتوں زیادہ ہو گیا کہ شیخ طوسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں
 حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ان حضرت فرمایا کہ جب قبر کو سیست
 بچنے جناب خدا کی مصیبت کو یاد کر کہ وہ مصیبت کسی پر ہوئی نہ نہ ہوگی اور ابن ابی شیبہ
 نے روایت کی ہے کہ جناب سول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ اے علی جو کوئی تجھے مصیبت پہنچی

میری مصیبت کو یاد کرنا کہ وہ مصیبت مصیبتوں سے زیادہ، پس کونسا نکرانہ کی مصیبت یاد
 نہ ہو کہ وہ سید المرسلین رحمۃ اللہ علیہم اوس پر لکے لوگوں کی ہدایت پائی اور خدا کو پچانا پس جس
 شخص کو ان جناب سے جوق رحمت تھی اور اس نے ان کو جوق پچا پاتا تھا اسی قدر ان کی مفارقت کا
 سبب الخ الم اٹھا یا تھا چنانچہ جناب سیدہ نساء العالمین سلواة اللہ علیہا فرماتی ہیں حضرت
 پناہ کی مفارقت سے مجھ پر بھی مصیبتیں پڑیں کہ اگر دنوں پر پڑیں تو وہ شل شل ریک ہوتے اور
 جناب امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت سل خدا صلی اللہ علیہ الہ کی فاسق مجھ پر
 ایسے سے ہوئے کہ اگر پہاڑ پر چڑھتے تو وہ پھل پھولتا پس میں بعد وفات حضرت سید کائنات
 اپنے دل کو صبر دیا اور میں اپنے اوپر سکوت کو لازم کیا اور ان حضرت کی تجہیز و تکفیل میں
 مشغول ہوا جس طرح کہ حضرت نے حکم فرمایا تھا اور بعد اسکے کتاب الخ کو جمع کرنے میں مصروف
 ہوا اور میری آنکھوں کو آنسو چلے جاتے تھے اور میری سینہ آہ غم نکلتی تھی پس اسی حال میں
 جو کچھ کہ مجھ پر واجب لازم تھا میں نے اسکو اسطے منائے خدا کا کیا پس پوشیدہ نہ رہے کہ جسو جناب
 رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے رحلت پائی اسی وقت سواں سول پر اعدائے ظلم و ستم شروع
 ہوئے اگر کوئی عاقل بحسب انصاف دیکھے تو سپر ظاہر اور آشکار ہو گا کہ حضرت کی قس و دین کے استحکام
 اور مضبوطی میں تہام کیا تھا اور کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا تھا چنانچہ اکثر وہ جناب ابی طالب اپنی
 امت کو سٹے متابعت ثقلین کے تاکید فرماتے تھے لے قتلہ قتلہ ان فیکم و الثقلین کتاب اللہ
 و عترتی اھل بیتے ما ان تمسکتم بہما لن یضلوا و یبعدوا فی انہما کالغیرین
 حتی یرد اعدائہم الخ کھن ای گروہ خلق بدتریکہ میں تم میں جو چوڑے جا ہا ہوں و خیرین
 ایکلام اللہ دوسرا اہلبیت میر کہ یہ دونو ایسے ہیں جو شخص ان کی طرف رجوع کرے ان کے
 حکم پر عمل کرے مگر نہ ہو گا بعد میر اور یہ نوجوان ہوں گے جب تک کہ حوض کوثر مجھ و ملاقات
 کریں خلیفہ رستی دونو کا خباہتیں لکھا ہو کہ حضرت نے فرمایا مثل اھل بیت کی مثل
 سوفینہ فیح من ربک بہا لے و من تخلف عنہا غرق و هو لے یعنی

مثال اہلبیت کی میری مثال کشتی نوح کی ہی شخص کو اس پر سوار ہونا نجات پائی اور جس کو نہ تھا
 کیا دریا صدمات و رجاہ ہلاکت میں گرا اور غرق ہوا اور جانا چاہئے کہ بغا و کلام مجید
 قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ۚ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هٰذَا فَرِيقٌ مِّنْكُمْ
 اے محمد کہ میں تم سے سوال نہیں کرتا ہوں مگر اپنے اقربا کی محبت کا ظاہر ہی کہ حضرت کا اہلبیت
 کے بارے میں نصیت کرنا محض واسطے ضائع کے تھا نہ ازراہ بنی محبت اور قرابت کے بلکہ واسطے ہدایت
 امت کے تھا کیا غدی خرم کا ماجرا کسی قلع پر پوشیدہ ہو کہ وہ حضرت کیلئے پیام گرامین کہ گریستان
 جلنا تھا بعد حجة الوداع کے غدی خرم میں تشریف فرما ہوئے لوگ شدت گرمی سے اپنے
 پاؤں میں داپٹتے تھے کہ ناگہان حضرت جبریلؑ آیا یٰٓأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا
 أُنْزِلَ إِلَيْكَ ۖ إِنَّهُ عَزَّوَجَلَّ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُتَحَرِّجِينَ رسولؐ جس چیز کو پہنچائے کہ جو تجھ پر
 نازل ہوئی ہے اس وقت حضرت وہاں توقف کیا اور سب لوگوں کو جمع کر کے فرمایا۔
 الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ اور جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کو بلا کر اپنے پاس منبر پر بیٹھا
 لیا اور کمال فصاحت و بلاغت سے خطبہ دیا کیا اور بعد اس کے لوگوں کو اپنے قریب
 رحلت آگاہ فرمایا کہ قریب ہے کہ خداوند عالم محلو طلبائے اور میں کہوں خدا ہوں
 پس میں تمہارا پاس ایسی دو چیزیں بزرگ چھوڑتا ہوں کہ اگر تم ان دونوں کی طرف
 رجوع کرو گے بعد میں ہرگز گمراہ نہ ہو گے پس ایک کلام اللہ دوسرے میرے اہلبیت میں
 جو وہ نوحہ نہ ہو گے جب تک کہ میری پاس حق کو شریہ آئیں اور میرا مال اللہ کے واسطے
 بَلِّغُوا نَفْسَكُمْ فَاَلَا بَلِّغُوا قَالُوا فَكُنْتَ مُؤَبَّدًا ۖ قُلْ مَوْءَاظٌ مِّنَ الْمُحْضَرِّ
 اَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ عَادٌ مِّنْ عَادٍ ۖ وَالضَّمْحُ مِّنْ كَصَدِّ ۖ وَآخِذُوا مَن
 حَذَرَ لَّكُمْ وَلَعَنَ مَن ظَلَمَكُمْ ۖ یعنی آیا میں نے تمہیں ہوں تم سے تمہارا کفر و فسق
 لوگوں نے محض کی البتہ حضرت فرمایا کہ پس میں جبکہ مولا ہوں اس کا علی بھی مولا
 خداوند آدمی کو دور رکھو جو کہ علی کو دور رکھے اور دشمن کہ اس کو جو کہ علی کو دشمن کہی اور بدد

اسکی جو کہ علی کی مدد کرے اور چھوڑ دے اسکو جو علی کو چھوڑ دے اور لعن کہہ کر جو علی پر
 ظلم کرے اور بعد اسکے حضرت کو گونجے جناب میر علیہ السلام کی بیعت لی انشاء اللہ
 بیان اسکا فصل بہت میں تفصیل ہوگا اور جب حضرت مدینہ میں منقذ فرما ہوئے تھوڑا
 عرصہ گزرا تھا کہ حضرت کو مرض الموت لاحق ہوا اور لوگوں نے چاہا کہ کسی حیلہ اور بہانہ
 سے جناب میر علیہ السلام کی خلافت میں خنہ ڈال دیں جسبکہ کہ کتاب اہل سنت میں
 لکھا ہو کہ عائشہ نے کہا جسوقتکہ حضرت کو مرض کی شدت ہوئی فرمایا کہ وقت
 نماز کا ہوا آیا لوگوں نے نماز پڑھی عرض کی کہ آپ کے تشریف لائے کے منتظر ہیں حضرت نے
 وضو کئے پانی طلب کیا بائینے لاکے حاضر کیا حضرت نے چاہا کہ اٹھ کے وضو کر کے غسل لے لیا اور اسی طرح
 کسی مرتبہ چاہا کہ وضو کر کے بیہوش ہو گئے اس وقت حضرت کسی شخص کو بھیجا کہ ابو بکر نماز پڑھا
 اور عاریفہ کا کہنا بمقادیر انکشاف کیو سیف کہ ترجمہ اسکا عبد الحق صلیوی
 کہ علماء اہل سنت اس طرح سے لکھتا ہو کہ تم ایسا لفظ نہ مانو جس سے نفی ہو یعنی اپنی بات پر اصرار
 رکھتی ہو اور دل میں کچھ ہے اور ظاہر میں کچھ کہاس یہی حال بعینہ عائشہ کا تھا کہ
 اس نے بھی اپنے دل سے بات بنائی اور پیغمبر خدا پر اقرار کیا اور چاہا کہ حدیث غدیر خم کو گویا
 منسوخ کرے اور غوغا مے فروغ اسکا کسی عاقل پر پوشیدہ نہیں ہے اس لئے کہ حضرت نے خبر حجت
 اثر سنی عین شت مرض میں اکیلا تھا جناب میر علیہ السلام کے شانہ پر اور دوسرا تھا
 عباس کے شانہ پر رکھ کر برآمد ہوئے اور ابو بکر کو ہٹا دیا اور اپنے نماز کو جماعت ادا
 کیا اور عبد الحق کہتا ہے کہ جب حضرت نے فرمایا کہ ابو بکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھا دینا
 اور بعد اسکے حضرت کو مرض آفاقہ ہوا پس کھڑی ہوئے اور مصلیٰ کے شانوں پر اپنے ہاتھوں کو
 رکھ کر ہوئے اور چونکہ زمین پر گھسٹتے ہوئے مسجد میں گئے اور ابو بکر کو نماز پڑھتے دیکھا اور اب
 ابو بکر نے حضرت کے آنے کی آہٹ پائی چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں حضرت نے اشارے سے
 منع کیا اور اب ابو بکر کی بائیں طرف بیٹھ گئے اور ابو بکر نے حضرت کی اقتدا کی اور لوگوں نے

ابو بکر کی اقتدا کی اس لئے کہ ان کی تکبیر حضرت افعال اور مقالات سے مطلع ہوں پھر حضرت
کہتا ہے کہ بعضی وایتوں میں آیا ہے کہ ابو بکر امیر تھے اور حضرت رسول خدا مقتدا تھے صحابہ
کہ اسنت کے یہ کیا کلام ہیں رکھنا کیا مخرجات کہتے ہیں حضرت رسول خدا کے استخفاف سے
مطلق ڈرتے نہیں پس چاہئے کہ عاقل بحکم النصف حکایت قرطاس دیکھے کہ ملائیل شہین ستانی
لکھتا ہے کہ حضرت رسول خدا کی بیماری میں جو کہ اول نزاع واقع ہوئی تھی یہ کہ جس نے دوات سلم
طلب کیا کہ میں تہا رہے لہذا ایک وصیت نامہ لکھوں کہ تم بعد میری گمراہ نہ ہو اس وقت عمر نے کہا کہ میری زبان
کہتا ہے تمہاری لئے کلام اللہ کافی ہو اور بعضوں نے کہا جو کہ بغیر فرائض میں چاہئے کہ اس کے عمل کو
ابو بعضوں نے کہا جو کہ عمر کہتا ہے بجا ہی صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ جب رسول خدا کو وقت احتضار ہوا
حضرت کے دولت سرا میں کئی شخص حاضر تھے چنانچہ ان میں ایک بن خطاب بھی تھے اس وقت حضرت نے
ارشاد کیا کہ تم میری نزدیک لے دو کہ میں تمہاری ایک کتاب لکھوں کہ تم بعد میری گمراہ نہ ہو عمر نے کہا کہ
اس وقت بغیر میری رائے علیہ السلام نے فرمایا ہر باہر قرآن موجود اور تم کو وہی کافی ہو پس اس میں قرآن
کی نزاع ہوئی بعض کہتے ہیں کہ حضرت کو قلم دوات لا دو کہ ہماری ہدایت لہذا وصیت نامہ لکھیں کہ
ہم بعد ان کے گمراہ نہ ہوں اور بعض کہتے تھے جو کہ عمر نے کہا درست ہے یہ اختلاف فقہ ہوا اور حضرت
نے دلالت ہو کر فرمایا کہ تم میری پاس آؤ اور اوی کہتا ہے کہ بن عباس نے کہا کہ وہ پختہ بندہ عجب تھا
کہ حضرت خدا صلی اللہ علیہ وآلہ پر مرض کی شدت تھی اور ان حضرت نے فرمایا تھا کہ لاؤ کاغذ کہ
میں تمہارا ایک کتاب لکھوں کہ تم بعد میری ہر گمراہ نہ ہو اور کوئی آپس میں نزاع کی جائے کہ
ان حضرت کے سامنے انکو نزاع کرنا لائق تھا پس نظر الفساد دیکھا جاسے کہ اس قدر عمر بن خطاب
نے جناب سالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی مخالفت پر جسارت کی اور ان جناب کے حکم کو نمانا اور
خلاف آداب ایسے کلمات استخفاف کے کہ اور ان جناب کی طرف نسبت ہدیان کی دی کہ کوئی
یہ کہ کسی نے حق میں بھی نہیں کہتا ہے چاہئے وہ عالی جناب لیکن یا عوف فقط اسکی نفسانیت کا تھا
غرض حضرت نے لکھنا موقوف رکھا اس لئے کہ جس وقت انھوں نے میرے کہنے کو ہدیان کہا تو اس میں

میرے کہنے کو کیا نیکی پس نہیں کے حال پر آنکو چھوڑ دیا بقول ابن عباس کے جاری حشر و افسوس کے
ایسے پیچھے کہ خلق کے مادی اور رہنما ہوں جاہلین و احمق رضا خدا کی امت کی ہدایت کے لئے کچھ
وصیت لکھیں مگر امت باوجود عامتا بعثت کے ان جناب کے کلمات کو نہ سنی اور آنکو وصیت
کہنے دی پس اس زیادہ کیا مصیبت ہوگی آپارواہی کہ ایسے مقدس قول کو نہ سنے کہ جنکے
حق میں حق تعالیٰ فرمانا ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۔
یعنی نہیں بات کرتا وہ اپنی خواہش نفس سے اور نہیں کلام کرتا مگر وحی سے کہ جانے حق تعالیٰ سے
وحی کی گئی ہو چنانچہ اصل علی اللہ علیہ السلام جو کچھ کہ فرماتے تھے وحی سے فرماتے تھے اور قطع نظر
اسکے کہ رحم دنیا یہ ہو کہ جب نبی مسلمان بنایا ہوتا ہے لوگ اسکی خاطر داری اور دلجوئی کرتے
ہیں جو کچھ کہ وصیت کرتا ہے اسکو گیوش دل سنتے ہیں یہ کہ ایسے پیغمبر طلیل اللہ کے کلام کو نہ
سین اور ان حضرت کے سخن کو ضائع کر دین مگر یہ کہ انھوں نے گمان فاسد کیا کہ وہ بے حجاب
علی بن ابیطالب علیہ السلام کے امر خلافت مستحکم ہوگا اور پر کوئی حیلہ اور بہانہ پیش رفت نجات
اور حضرت کا حال تھا کہ کسی وقت میں دین کی مضبوطی اور استحکام سے اور اہلبیت کی صلاح سے
غفلت اور اہمال نہیں فرمایا یہاں تک کہ حضرت پر مرض کی شدت ہوئی اور عیش و عشرت
آنے لگے اس وقت بھی لشکر اسامہ کے روانہ کرنے میں تاکید فرمائی جیسا کہ شہرستانی کہتا ہے
کہ حضرت فرمایا جَحِّشُوا اسَامَةَ لَعَنَ اللَّهُ مَن تَخَلَّفَ عَنْهَا يَوْمَ مَعَاوِیَ
سفر کرو اور اسامہ کی مشجرو اور جو کہ نجات کا خدا سپر لعنت کیا پس بعضوں نے کہا کہ ہم کو
اسامہ کی ساتھ جانا واجب اور بعضوں نے کہا کہ حضرت کی بیماری سخت اور مرض شدید ہے
اس حال میں آنکو چھوڑ کر جانا ہمارا دل تو گوارا نہیں دیکھئے کہ اسکا انجام کیا بلو در شا والفقوتین
جنا ابیہ النونین علیہ السلام سے روایت ہو کہ ان جناب نے فرمایا کہ حضرت سالٹہ علی اللہ علیہ السلام
نے لشکر اسامہ کے ساتھ ان لوگوں کو کیا تھا جو کہ مجھ سے بغض اور کینہ ہمیشہ سے رکھتے تھے
اور میں راہ خدا میں انکے عزیزوں کو قتل کیا تھا کہ وہ کافر تھے اور جو لوگ کہ مجھ سے محبت

رکھتے تھے اور انکے دل میری طرف کھینچے کہ ورت صاف رہ تھا تھے اُن کو اپنے پاس نہ دیا
 کرتا کوئی مفہ میری خلافت میں فتنہ پروازی نہ کرنے پائے لیکن بعد وفات اُن سرورِ انبیا کے
 وہ لوگ لشکرِ سامیہ بھرتے اور میری بیعت جو کہ خدا و رسول نے اُنکی گردنوں میں باندھی تھی انکو
 توڑ ڈالا اور انکے دل منجھے چاہا اسکی بیعت کر لی اور میں اُن حضرت کی تجہیز و تکفین میں کہ امیرِ ہم تھا
 مشغول ہوا اور انھوں نے اپنا کام مکمل کیا اور ابو سعید خدری سے منقول ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میں
 خدمتِ جن جنابِ رسول خدا کی حاضر ہوا کہ وہ جناب ایک چادر ڈھے تھے اور اس قدر حرارت تب کی تھی
 کہ اُسکے دوسرے بدن شریف پر ماتہ نہ رکھا جاتا تھا پس یہ دیکھ کر میں نے تعجب کیا کہ حضرت فرمایا کہ انبیا
 کی بلاؤں کوئی بلا سخت یا دہشت نہیں ہے جیسا کہ انکی بلائیں زیادہ ہیں ایسا ہی اُنکو اب بھی زیادہ ہوگا
 اور حیاتِ القلوب میں مولانا مجلسی علیہ الرحمۃ نے ابن بابویہ سے مستخرج روایت کی ہے کہ حضرت جبریل
 بہشت کے واسطے جنوط کے چالیس ہم کا نور خدمت میں جنابِ رسول خدا لائے اور حضرت اُنکے تین
 حصہ برابر کئے ایک حصہ اپنے لئے رکھا دوسرا جنابِ امیر المؤمنین علیہ السلام کو دیا تیسرا جنابِ
 خاتمِ صلوات اللہ علیہما کو دیا اور مخفی نہ رہی کہ جنابِ حضرت اس چالیس ہم کے تین حصہ برابر کئے تو
 ہر حصہ تیرہ درہم اور ثلث درہم کا ہوا پس اسی قدر جنوط واسطے کا فہ امواتِ مومنین کے سنتی جا رہی
 ہوا اور حیاتِ القلوب میں پھر مولانا مجلسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ابن بابویہ علیہ الرحمۃ نے ابن عباس سے روایت
 کی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے لئے حضرت کے گرد صحابہ جمع
 تھے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کھڑی ہوئی اور عرض کی اے رسول خدا آپ پر میرا نیا ہون
 جب آپ انتقال فرمائیں گے کہ ہم میں کون کون سی چیزیں آپ پر فرمایا کہ میری غسل دینے والے
 علی بن ابیطالب ہیں اُنکے کہ جب میرے عضو کے دھونے کا قصد کریں گے اُس عضو کو دھونے والے
 اُنکی اعانت کریں گے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کی یا رسول اللہ آپ میرا نیا ہون
 ہوں کہ ہم میں سے آپ پر کون نماز پڑھیں گے حضرت فرمایا اے عمار چلے رہو خدا تم پر رحمت فرمے
 پس جن ابیہ المؤمنین علیہ السلام کی طرف رو مبارک کر کے فرمایا اے ابیہ بطالب جب تم دیکھنا

کہ میری بدن میری روح مفارقت کر گئی اس وقت تم مجھے اچھی طرح غسل دینا اور نہیونی
 کہ پڑھیں کہ جو پہنچے ہوں کفن کر دینا یا مگر سفید کپڑے میں یا بر دہانی میں لیکن میرا کفن
 بہت گراں قیمت نہ لینا اور میرے جنازے کو اٹھا کر میری قبر کے پاس رکھ دینا پس جو کہ پہلے مجھ پر
 پڑے گا خداوند تبارک و تعالیٰ اپنے عرش عظمت جلال پر میرا اور صلوات بھیجے گا اور بعد کے بہرے
 اور سرفیل اور مسکاٹیل اور ملائکہ کے ساتھ خداوند عالم کے ان کی گنتی کوئی نہیں جانتا جو وہ آگے مجھ پر
 پڑھینگے اور بعد ان کے ہر ایک سماں کے سکھ بھی آگے مجھ پر پڑھینگے اور بعد ان کے میرے اہلیت اور میری
 عورتیں بھی مجھ پر پڑھینگے اور جو سلام بھیجینگے لیکن مجھ کو آزار نہ پہنچائیں کہ میرا تم میں ہوا و
 بلند کر دینا میری کریں پس اس کی حضرت نے بلال سے فرمایا کہ مسجد میں لوگوں کو جمع کر اور اپنے
 سرور پر عام مبارکباد دھا اور باہر تشریف لائے اور اپنی کمان پر توجہ فرمائے تھے یہاں تک کہ شہر
 بیرون فرما دیے اور بعد حمد و ثنائے الہی کے فرمایا اے گروہ صحابہ میری موت تمہارے لئے کیا
 پیغمبر تھا آیا میں نے تمہاری ساتھ چھاؤ نہیں کیا آیا جہاد میں سے دزدان نہیں ٹوٹے میری حسین
 خاک آلود نہیں ہوئی آیا میرے پر خون نہیں بہا اور میری ریش خون نہیں لگیں ہوئی آیا
 میں صبیبتوں اور خنثیوں کا تحمل نہیں ہوا آیا میںے شکم پر سنگ گرنے کی کو نہیں باز دھا اس وقت
 اصحاب نے عرض کی اے رسول خدا آپ نے جو کچھ کہ فرمایا حق ہے خدا آپ کی جڑ آنکھ کے سر
 نے فرمایا کہ خدا انکو بھی جزا دے پھر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے حکم کیا ہے
 قسم یاد فرمائی ہو کہ ظالم کے ظلم کا انتقام مجھ سے باقی رہ نہ جائیگا پس میں نے خدا کی قسم بتا دی
 کہ جب کو مجھ سے انڈیا پہنچی ہو کھڑا ہو جا اور مجھ سے قصاص کے میری نزدیک عثمانی کے قصاص کر کہ ملائکہ
 اور انبیاء کے سامنے ہو گا دنیا کا قصاص تیرا ہے۔ پس ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا کہ نام اس کا سوہ
 بن قیس تھا اس نے عرض کی اے رسول خدا میری ماں باپ آپ خدا ہوں ایک وز آپ
 طائف سے تشریف لاتے تھے اور میں آپ کے استقبال کو گیا تھا اور آپ ایک ناقد پر تھے
 اور آپ چاہا کہ اس ناقد کو عصا مار دے کہ میری شکم پر لگا میں نہیں جانتا کہ آپ نے

محکو عمار مارا یا سہوا حضرت فرمایا معاذا اللہ کہ میں نے تجھ کو جان کر مارا ہوا اور بلال سے فرمایا
 کہ وہ عصا فاطمہ لگے گھر کے آ۔ جب بلال مسجد باہر آئے مدینہ کے بازاروں میں آکر تے تھے کہ ای
 لوگو وہ شخص کون ہے اقبل قیامت کے اپنے نفس سے قصاص چاہیے میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 قبل روز جزا کے اپنی تین معروض قصاص میں لائے ہیں ربوہ اس کے جا کے جناب سیدہ عمو انیہ
 علیہا کے دولت سرا پر عرض کی کہ حضرت عاصا طلب فرماتے ہیں جناب سیدہ بوجھا کہ عاصا کیا
 ہو گا بلال نے عرض کی آپ خبر نہیں کہ حضرت مسجد میں تشریف لائے ہیں اور سب و دواع
 کرتے ہیں پس میں نے کبرج فاطمہ روئے لگین اور بلال عاصا کے حضرت کی خدمت میں حاضر
 ہوئے حضرت نے فرمایا وہ مرد پر کہاں گیا اس نے عرض کی یا رسول خدا میرا ماں باپ آپ
 خدا ہوں میں حاضر ہوں حضرت نے فرمایا آ اور مجھ سے قصاص کے تاکہ تو مجھ سے راضی
 ہو اس نے عرض کی ای رسول خدا آنا شکم کھول میں جی حضرت نے اپنا شکم محترم کھولا اس نے
 عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو میں آپ کے شکم مبارک کا بوسہ لوں بجا جازت ملی اس نے حوت
 کے شکم کرم کا بوسہ کر کہا کہ میں رسول خدا کو مع قصاص شکم سے روز جزا میں آتش جہنم سے
 پناہ مانگتا ہوں حضرت نے فرمایا اے سوادہ آیا قصاص لیتا ہے یا عفو کرتا ہے اس نے
 عرض کی اے رسول خدا میں نے عفو کیا حضرت نے اس کے لہو و دعا کی خداوند اتو سوادہ
 برقیس کے خطا کو عفو کر جیسا کہ اس نے میرے پیغمبر کو عفو کیا ہی پس فرما کہ میرے تشریف
 لائے اور ام سلمہ کے محل میں داخل ہوئے اور فرمایا کہ پروردگار اتو اپنے محمد کی امت کو آتش
 جہنم سے بچانا اور ان پر حساب جزا کا آسان کرنا پس ام سلمہ نے عرض کی ای رسول خدا
 آپ کے لہو و شکم میں میں اس کے چہرہ مبارک کو متغیر دیکھتی ہوں حضرت نے فرمایا ای ام سلمہ
 اس وقت جبریل نے مجھ کو میری مرگ کی خبر دی ہو پس تم پر سلام ہو کہ بعد اس کے نہ کہ ہرگز
 محمد کی آواز نہ سنو گی جب خبر محنت نراں ہر روز کام سلمہ نے سنی بتیا بانہ رو کر کہا
 کہ ایسی مصیبت ہم پر آئی ہو کہ جب کا کچھ تدارک نہیں ہو سکتا اور کتاب راجع میں عبد الرحمن نے

کہ حضرت وقتِ مرگ کے فرمایا اَللّٰهُمَّ اَحْيِ عَلٰی سَكَرَاتِ الْمَوْتِ يَنْفَعُ
 خداوند اعانت کر میری سکرانِ موت پر عائشہ کہتی ہو کہ اگر آسانی مرگ سو سختی
 مرگ بہتر ہوتی تو حضرت کو سختی مرگ ہوتی اور مولانا مجلسی علیہ الرحمۃ نے روایت کی ہے
 کہ حضرت فرمایا اے ام سلمہ میری نوزیدہ فاطمہ کو بلا لیا اور نہیا کے بیہوش ہو گئی اور
 جناب فاطمہ نے ہر علیہا اسلام آئین اور تحفوں اپنے والد ماجد سید انبیا کو بخش دیں دیکھا
 رو کر کہا اے پدر بزرگوار میری جان آپ کی جان پر فدا ہوا اور میری صورت آپ کی
 صورت پر فدا ہو کہ میں آپ کے آثارِ مرگ کے دیکھتی ہوں آیا اپنی بیٹی سے بات نہیں
 کرتے اور اسکو تسکین نہیں دیتے جب حضرت نے جناب فاطمہ کی آواز سنی اپنی چشم
 مبارک کھول دی اور فرمایا امی بیٹی میں تم سے جدا ہوتا ہوں اور میں تم کو وضع کرتا ہوں
 پس تم میرا سلام ہو اس وقت جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا دل پر درد کیا آہستہ
 کھینچا عرض کی اے پدر بزرگوار میں وز قیامت میں آج کو کہاں پاؤنگی حضرت نے
 فرمایا اُس جگہ کہ خلائق کا حاکم بنے گا پھر جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا عرض کی
 کہ اگر میں مان آگے نہ دیکھوں تو پھر کہاں ڈھونڈھوں حضرت نے فرمایا مقام
 محمود میں خداوند عالم نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میں مان اپنی امت کے
 گناہ گاروں کی شفاعت کروں گا پھر جناب فاطمہ نے عرض کی کہ اگر میں آپ کو
 وہاں بھی سکھوں کیا کروں حضرت نے فرمایا کہ مجھ کو بل صراط پر تلاسن کرنا کہ اُس سوز
 میری امت بل صراط پر سے جائینگا اور میں مان کھڑا ہوں گا اور میرے دہنی طرف
 جبرئیل اور یسین طرف میکائیل کھڑے ہوں گے اور باقی ملائکہ آگے اور پیچھے کھڑے ہوں گے
 اور وہ سب میری امت گنہگار کے لئے دعا کریں گے کہ خداوند محمد کی امت کو سام
 سلامتی کے بل صراط سے پار کر اور ان پر حساب آسان کر پھر جناب فاطمہ نے چھوٹا
 کہ میری مان خدیجہ کبریٰ کس جگہ ہیں حضرت نے فرمایا کہ اُس قصر میں ہیں کہ اُس حمار

قصر بہشت کے کہوے جانے میں پس یہ فرما کے حضرت بیوش ہو گئے اور جب بلال نے کھار
 کیا کہ وقت نماز کا آیا ہے حضرت پھر بیوش میں آئے اور مسجد میں تشریف لائے نماز کو
 ادا کیا اور بعد اسکے علی بن ابیطالب اور اسماء بن زید کو بلائے فرمایا کہ تم مجھ کو فاطمہ کے
 گہرے محلہ چلو وہاں تشریف لائے جناب فاطمہ گود میں اپنا سر مبارک رکھ دیا حضرت امام
 اور امام حسین علیہما السلام اس حال سے اپنے جد بزرگوار کو دیکھ کر گہرے گئے اور رو
 گئے اور رونے لگے ایک شور بلند ہوا اور کہتے تھے اے نانا ہماری جائیں آپ کی جان
 پر فدا ہوں اور ہماری صورتیں آپ کی صورت پر فدا ہوں۔ حضرت نے پوچھا
 کہ یہ کون ہیں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے فرزند
 حسن اور حسین ہیں حضرت نے انکو اپنے پاس بلایا اور اپنے دونوں جگر گوشوں کو
 اپنے سینہ لگایا اور جب حضرت امام حسن علیہ السلام زیادہ رونے لگے حضرت نے فرمایا
 اے حسن! تو نہ رو کہ مجھ کو تیرا رونا دشوار ہے اور میرے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کرے گا
 پس اوسی حال میں ملک الموت آئے اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا
 کہ علیک السلام اے ملک الموت تم سے میری ایک حاجت ملک الموت نے عرض
 کیا کہ اے پیغمبر خدا آپ کی کیا حاجت ہے حضرت نے فرمایا کہ تم میری قبض روح نہ کرو
 جب تک کہ میرے پاس جبریل آئیں اور میں ان سے ملاقات کر لوں اور انکو جنت
 کر دوں اور سوقت ملک الموت نے باہر آکر کہا یا محمد! میں جبریل سے ہوا آسمان
 ملک الموت کے پاس آئے اور پوچھا کہ اے ملک الموت تم نے حضرت محمد صلعم کی
 قبض روح کی ملک الموت نے کہا نہیں کہ حضرت نے مجھ سے فرمایا تھا کہ تم صاحب
 کرو کہ جبریل آئیں اور میں ان سے ملاقات کر لوں اور انکو دوزخ کر دوں جبریل نے کہا کہ
 ملک الموت آیا تم نے نہیں دیکھا کہ میں واسطی روح حضرت محمد صلعم کے سامنے نمودار ہوا ہوں
 کہہ رہا تھا اور جو ران بہشت کو آ رہا تھا پس جبریل حضرت کی خدمت میں حاضر

ہو کر کہا کہ السلام علیک یا ابوالقاسم حضرت نے فرمایا علیک السلام اے جبریلؑ
 تم نے ایسے وقت میں مجھ کو تنہا چھوڑ دیا جبریلؑ نے عرض کی اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم آج تو مر گئے
 جلد لیا اور ہر ایک شخص کو مرگ رہی پیش ہے اور جو نفوس وہ مرگ کا ذائقہ کھینچنے والا ہے
 حضرت نے فرمایا اے حبیب میری نزدیکی میری آؤ پس جبریلؑ حضرت کے قریب گیا اور ملک
 اے جبریلؑ ملک الموتؑ کے کہا کہ اے ملک الموت حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبض روح میں حق تعالیٰ
 کی صیبت کو یاد رکھنا چھوڑنا کہ وہی طرف جبریلؑ کھڑے ہوئے اور باطنی فیکائیلؑ
 ملک الموتؑ کے سامنے سے اس سرور کے قبض روح کی پس بن عباسؓ علیہ السلام کہتے ہیں کہ
 اُس روز حضرت مکر فرماتے تھے کہ میری جلیب بلاؤ اور جب کوئی شخص بلا تا تھا حضرت
 اسکی طرف سے رو مبارک پھیر لیتے تھے اور حضرت فاطمہؓ علیہ السلام فرماتی ہیں کہ منہ گنا
 کیا کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ کو یاد فرماتے ہیں حضرت فاطمہؓ کہیں اور حضرت امیر المومنین
 علیہ السلام کو بلا لائیں اور جب نظر مبارک اُس سید انبیاء کے وہی منور سید اوصیاؓ پر
 پڑھی نہایت خوش ہو کر فرمایا اے علیؑ میری نزدیکی تو یہاں تک انکا
 ہاتھ پکڑ کے اپنے سر نہانے بٹھالیا اور پھر ہوش ہو گئے اُس وقت حضرت امام حسنؑ
 مجتبیٰ اور حضرت امام حسینؑ سید الشہداء آئے اور یہ حال اپنے نانا کا دیکھ کر یا جدا
 یا محمد اکھ کر فریاد کرنے لگے اور ایک شور برپا ہوا جناب امیر علیہ السلام اٹھے اور چاہا کہ
 انکو وہاں سے ہٹا دیں حضرت ہوش میں آئے اور فرمایا اے علیؑ ان کو چھوڑ دو کہ میں اپنے
 ان دونوں کو بوستان کو سو گھوڑوں اور یہ میرے گل خرابہ کو سو گھوڑوں اور میں انکو دوا
 کروں اور یہ مجھ کو دوا کریں تحقیق کہ یہ بعد میرے ظلم ہوئے اور تیغ جو رسی شہید ہوئے
 پس تین تہ فرمایا جو کہ ان پر ظلم کرے اس پر خدا کی لعنت ہو اور پھر دست مبارک
 جناب امیرؑ کی طرف بڑھا ان جناب کو اپنے لحاف میں لے لیا اور اپنے منہ کو ٹٹکے
 منہ پر رکھ دیا اور دوسری روایت میں ہے کہ اپنے منہ کو ٹٹکے کان پر رکھ دیا

اور بہت سی باتیں ان کی ارشاد فرمائیں اور ان کے کان میں سر الہی اور علوم غیر متناہی فرمائے یہاں تک کہ روح مقدس نکاحِ حست الہی کی طرف پرواز کر گیا اور جناب امیر ان سر انبیاء کے لحاظ سے باہر نکل آئے اور فرمایا کہ حق تعالیٰ تمکو پیغمبر خدا کے ماتم میں اجر عظیم سے تحقیق کہ خداوند عالم نے اپنے پاس بندہ برگزیدہ کی روح کو بلا الیاس الہیت رسالت میں ایک شورا تم کا برپا ہوا اور جو کہ مومنین قلب خالص الاعتقاد تھے اور غصبت میں شریک تھے وہ ماتم اور تعزیت میں ان کے شریک تھے ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر المومنین سے پوچھا کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو بحاف اندر لے لیا تھا تو آپ کیا راز ارشاد فرمائے تھے حضرت نے فرمایا کہ مجھ کو ہزار باب علم کے تعارف دے کہ ہر باب ہزار باب کھلے جاتے ہیں اب ابوعبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے مجھ پر ایسے غم و اندوہ ہوئے کہ مجھ کو جنا گمان تھا کہ اگر وہ پہاڑ پر گرے تو وہ انکا تحمل ہوتا اور میں اس مصیبت میں لوگوں کا حال مختلف دیکھا کہ ان حضرت کی الہیت کا یہ حال تھا کہ وہ اس قدر روتے اور بیٹھتے تھے کہ ان کو شدت گری سے صبر جاتا رہا تھا اور اپنے تئیں ضبط نہ کر سکتے تھے اور فرزند امیر المومنین کا اور باقی لوگوں کا یہ حال تھا کہ بعض ان سے کہتے تھے کہ صبر کرو اور بعض ان کے ساتھ روتے تھے پس پہنچے اس مصیبت عظیم میں اپنے دل کو صبر یا اور خاموشی کو اختیار کیا اور حضرت نے مجھ سے جو کچھ کہ وصیت فرمائی تھی میں اس کے بجالانے پر آمادہ ہوا پس پہنچے حضرت کو غسل دیا اور وضو کیا اور کفن کیا اور پیر نماز پڑھی اور بعد اسکے قبر میں سپرد کردیا اور پھر میں کتاب الکی جمع کرنے میں مشغول ہوا کہ حضرت مجھ کو اسکی بھی وصیت فرمائی تھی اور میری آنکھوں سے آنسو چلے جاتے تھے اور میرے سینہ سے بسیا خستہ آہ نکلتی تھی یہاں تک کہ اتفاقاً نے مجھ پر جو کچھ لازم کیا تھا میں نے اس کو ادا کیا اور پھر میں اسکی رحمت غیر متناہی کا امیدار رہا فی حقیقتہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے صبر ہونے کا زیادہ ہے پس اس سانچہ میں

مقتضای ایمان واری اور محبت اسمانی سے بجا و لیس من شیعینا من لکر
 یحزرن بحزننا شیعون کو لازم ہے کہ اس مصیبت عظیم میں اندوہ ناک ہوں اور
 مجلسین غزا کی برپا کریں :

تمہ پر پس موتیدہ نرسے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 اتہائے قرب نزلت کے محبوب خدا تہیہا تک کہ لقب بحیب ہو کر میں امت
 اور رعایا کو چاکر و اقارب کی محبت سے اور جناب کی محبت سے یاد ہوا اور ان پرانی
 جان و مال صرف کرین و کیونکر نہ ہو کہ وہ جناب فضل شہر و برزیدہ خالق اکثر
 اور خلق کو وادے ملاکت اور ورطہ ضلالت سے نجات دینے والے
 ہے اور ان جناب کے حقوق امت کی گردن پر ثابت اور لازم ہیں اور ان
 جناب کا عمدہ حق و نکلے و اقارب کی محبت سے بیکریمہ قل لا سئلکم علیکم احبا
 الا المودة فی القربی یعنی نہیں سوال کرتا ہوں میں تم سے اور اس کے
 کے اجر کا مکروستی کا اپنی اہلیت کے پس تمام خلق پر ان کی اہلیت کی دوستی و حب
 اور لازم ہوئی اور اس مقام میں ایک روایت ظریف ہے کہ ذکر اس کا مناسب
 کہ حدیقہ سلطانی میں جناب علامی قہامی مقتدا ہی جہان ناسب امام زمان اعنی
 جناب تید العلماء دام ظلہ فرماتے ہیں کہ ارشاد القلوب میں دہلی سے نقل کی ہے کہ
 ایک روز حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انارہ میں ایک طفل نشینہ کو دیکھا
 کہ ہنوزند بلوغ کو نہ پہنچا تھا اور وہ حضرت کے جمال مبارک کو دیکھ کر کمال سرور و
 خوش ہوا حضرت نے اوس سے پوچھا ای طفل تو مجھ دوست رکھتا ہے اور حضرت کے
 غرض اس بوجہ سے یہی کہ کہہ گئے حق تعالیٰ ہی محبت رکھتا ہے اوس نے عرض کی
 البتہ پھر حضرت نے فرمایا یا تو مجھے مثل اپنی آنکھوں کے دوست رکھتا ہے اوس نے
 عرض کی اوں سے زیادہ حضرت نے پھر فرمایا یا تو مجھے مثل اپنے باپ کے دوست

